انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون
قرآن
آخری معجزہ
احمد دیدات
مترجم
نظام الدین خان
الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

قرآن

آخری معجزہ

احمد دیدات

تقریظ و تبصرہ

ڈاکٹر محمد بشارت علی — جامعہ کراچی

علامہ سید محمد اصلح الحسینی — مفسر قرآن

ترتیب تہذیب و ترجمہ

نظام الدین خان

شائع کردہ

الرحمن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

ون ۔ اے ۳/۷ ناظم آباد کراچی ۷۴۶۰۰ فون نمبر ۶۲۱۳۴۹

سلسلۂ اشاعت — ۱۵

سال اشاعت

۱۹۸۶ء

تعداد کتب

۳،۰۰۰

قیمت کتاب

۲۵/- روپے

فہرست عنوانات

وہ آیاتِ قرآنی جن کے حوالے اس کتاب میں دیئے گئے ہیں

نام سورۃ	نمبر شمار	آیات	صفحات	نام سورۃ	نمبر شمار	آیات	صفحات
الفاتحہ	۱	۱	۱۴، ۷۷	یٰسین	۳۶	۳۶	۴۷
البقرہ	۲	۲	۲۵	الزمر	۳۹	۵	۲۵
		۲۲۷	۱۲، ۱۰۳			۲۱	۲۳
آل عمران	۳	۱۴۴	۱۱۶			۴۸	۹۷
النساء	۴	۸۲	۴۰	المؤمن	۴۰	۵	۲۵
		۱۲۲	۱۱۰	حم سجدہ	۴۱	۱۱	۲۴
الاعراف	۷	۶۹	۱۰۲	الشوریٰ	۴۲	۳۸	۸۵
		۱۵۷	۹۳	الفتح	۴۸	۴۸	۱۱۰
التوبہ	۹	۱-۳، ۵۱	۸۱، ۸۳، ۳۷	النجم	۵۳	۳-۵	۷۰
یوسف	۱۲	۲۴۷	۱۰۲	الرحمٰن	۵۵	۳۳	۳۵
الرعد	۱۳	۳	۲۳	الصف	۶۱	۹	۱۱۰
الحجر	۱۵	۹	۲۵، ۹۴	القلم	۶۸	۱-۴	۵۲
			۱۰۴	المزمل	۷۳	۱-۵	۵۴
النحل	۱۶	۱۲۵	۱۱۴	المدثر	۷۴	۳۰	۹، ۱۱، ۱۴، ۵۵
الاسراء	۱۷	۸۸	۱۱۵				۵۸، ۶۴، ۶۷
الکہف	۱۸	۱۱	۷۱				۷۷، ۸۷، ۹۰
طٰہٰ	۲۰	۵۳	۲۳				۹۷، ۹۸
الانبیاء	۲۱	۳	۲۴	النباء	۷۸	۶-۷	۲۳
		۳۰	۲۲، ۴۵، ۴۷	عبس	۸۰	۱۲-۱۴	۹۸
الحج	۲۲	۳۳	۴۵	العلق	۹۶	۱	۱۲
المؤمنون	۲۳	۱۴	۲۲			۱-۵	۵۱
الفرقان	۲۵	۵۹	۲۴	**آیات بائبل**			
النمل	۲۷	۲۹-۳۱	۸۴		باب		
العنکبوت	۲۹	۴۸	۳۹	حزقی ایل	۲۳		۲۹
		۴۹	۴۰	متی کی انجیل	۱۲	۳۸، ۳۹	۳۵
		۵۰	۳۶، ۳۷	مرقس کی انجیل	۳	۲۱-۲۲	۵۲
الروم	۳۰	۲۲	۴۸	یوحنا کی انجیل	۷	۵	۵۳
					۱۰	۳۰	۵۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

گرامی قدر جناب ڈاکٹر محمد بشارت علی صاحب

استاذ شعبہ عمرانیات و اسلامیات - جامعہ کراچی

جس کتاب کا ترجمہ کیا ہے وہ جنوبی افریقہ کے مبلغ اسلام احمد دیدات کی تالیف ہے جس میں معجزات کے سلسلے میں ریاضیاتی نقطہ نظر سے قرآن شریف کو الٰہی کتاب اور حق پر مبنی ایک محیر العقل کارنامہ قرار دیا ہے ریاضیاتی نقطہ نظر سے قرآن شریف کی صداقت کا اظہار ایک نیا کارنامہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ معجزے کا عنوان علمائے اسلام کے لئے نیا نہیں۔ اس موضوع پر بیشمار کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن ریاضیاتی نقطہ نظر سے یہ پہلی کوشش ہے۔ ریاضیات کا موضوع بطور خود ایک خصوصی اور ادق مضمون ہے۔ اس کو معجزوں کو ثابت کرنے کے لئے موضوع تحقیق بنانا جرأت اور اعلیٰ فطانت کا طلب گار ہے اس انگریزی کتاب کو براہ راست اردو کا جامہ پہنا کر اردو دنیا کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ ترجمہ ہمہ جہتی اعتبار سے ایک شاہکار کارنامہ ہے۔ متن اور سیاق وسباق کے اعتبار سے جو اسلوب اختیار کیا گیا ہے وہ منطقی اعتبار سے لچکدار متوازن اور صحیح المزاج اس اعتبار سے ہے کہ ریاضیاتی پس منظر میں جس اسلوب کی ضرورت ہے وہ اسلوب یقیناً تجربی، محاکاتی اور سائنٹیفک ہونا

چاہیئے۔ ترجمہ یقیناً بڑا مشکل کام ہے کیونکہ حوالی اور پس منظر کے اعتبار سے دو چیزوں کا سمجھنا درکار ہوتا ہے۔ ایک تو نفس موضوع اور اس کا کائناتی داعیہ جسے انگریزی میں کہا جاتا ہے ان سے بھی زیادہ مشکل کام مصنف کی شخصیت اور مظاہر ذہنی کا سمجھنا ہے تاکہ مضمون اور مضمون نگار کی شخصیت اور فلسفۂ زندگی منقی اور مبرہن ہو کر سامنے آجائے۔ کتاب کیا کم مشکل تھی کہ ترجمہ نگار کو ان احوال سے بھی گزرنا پڑا۔ یقیناً یہ ان کے صبر و استقلال کے علاوہ ان کی قدرت علمی کا بھی امتحان تھا جس میں وہ کامیاب رہے ہیں۔

ترجمے کی زبان صاف ستھری اور ٹکسالی ہے ایسی نایاب کتاب کا ترجمہ کر کے انہوں نے بڑی خدمت کی ہے اور مسلمانوں کو بیدار کرنے کی کوشش کی ہے اور اس بات کو جتلایا ہے کہ تعمیر ملت اور بیداری کے داعیات اس وقت تک پورے نہیں ہو سکتے جب تک کہ قرآن کو سمجھ کر اس کو عملاً بروئے کار نہ لایا جائے۔ زمانہ بدلتا ہے اور بدلتا رہے گا کتابِ الٰہی کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ وہ ہر دور میں نظامِ زندگی کے لئے موثر اور کارساز رہے۔

یہ دور سائنٹیفک ہے اس اعتبار سے اس کا مسلک تجربی، مشاہداتی اور استنتاجی اور استدراکی ہو۔ اس نقطہ نظر سے قرآن کا اور رسالت محمدیؐ کا کامل ہادی اور منطبق ہونا اس کے برحق ہونے کی دلیل ہے۔ یہ قرآن پر کام کرنے والے لوگوں کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے اختصاصی مضمون کی مناسبت سے قرآن کے کامیاب ہونے کا ثبوت بہم پہنچائیں۔ جو بھی مسلک علم ہو ان کو قرآن کے برحق ہونے کی مناسبت سے حجت مبرہن بنانے کے لئے جس طریقے کو اپنانا ہوگا وہ یقیناً قرآن کے تبلائے ہوئے مسلک کی مناسبت سے تدبر، تفکر اور تحقیق پر مبنی ہوگا۔ انسان مخلوق ہونے کے اعتبار سے خلاّقی

کا فریضہ انجام نہیں دے سکتا۔ کائنات میں غور و فکر کر کے کسی حقیقت کو دریافت کر سکتا ہے۔ دورِ جدید کی سائنس خالق نہیں اس نے مظاہر کونیہ کو تدبر و تفکر کے ذریعہ دریافت کیا ہے اور اسی اساس پر وہ آج دنیا پر حکمرانی کر رہی ہے۔ مسلمانوں کے اسباب زوال پر بہت کچھ لکھا گیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے تحقیق و تدبّر کو چھوڑ دیا۔ اس تبصرے کو مختصر کرتے ہوئے میں مترجم کو قابل مبارک باد سمجھتا ہوں۔ انہوں نے ترجمے کے ذریعے نہ صرف کتاب کو اردو دان طبقے تک پہنچانے کی کوشش کی ہے بلکہ علماء اور محققین کو زندگی اور کائنات پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے تدبر و تفکر کے قرآنی مسلک کو زندہ کرنے کی دعوت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو کامیاب بنائے اور ان توقعات کو پورا کرے جو ان کا مقصدِ وحید ہے۔

محمد بشارت علی

تبصرہ

عالی مرتبت علامہ سید محمد اصلح الحسینی صاحب

ممتاز عالمِ دین اور معروف مفسرِ قرآن

قرآنِ حکیم علم و معرفت اور اسرارِ حقیقت کا خزانہ ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ کوئی خشک و تر چیز ایسی نہیں جس کا ذکر یا اس کا حوالہ اور اشارہ قرآنِ حکیم میں موجود نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ہم انسانوں کو اور خاص طور پر قرآن کی بیان کردہ حقیقتوں کا انکار کرنے والے منکرین کو اپنی آیات دکھاتے رہیں گے، یہاں تک کہ یہ بات اچھی طرح واضح ہو جائے کہ قرآن کی بات سچی تھی اس لیئے قرآنِ کریم سے علوم و معارف کا استخراج و استنباط اچنبے کی بات نہیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے، قرآن کی خصوصیات سے متعلق، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ "اہل علم اس سے کبھی سیر نہ ہو سکیں گے"۔ چنانچہ اس کی رہنمائی میں قرآن مجید سے شغف رکھنے والے اہل علم ہر دور میں اس کے اسرار و حکم اور اس کے ارشادات کی تاویل و توضیح اور فوائد کی نشان دہی کرتے رہے ہیں۔

پچھلے دنوں قرآنِ کریم کے فوائد کے سلسلہ میں ڈاکٹر رشاد خلیفہ کی ایک تحقیقی کاوش کے انگریزی ترجمہ کے مطالعہ کا اتفاق ہوا تھا جو عالم اسلامی کے ایک مشہور

مبلغ جناب احمد دیدات کے تبلیغی خطبات اور تقاریر کا ایک مختصر مجموعہ تھا۔ ان تقاریر اور تقابلی مطالعہ قرآن کی بنیاد ڈاکٹر صاحب کی یہ سائنٹفک تحقیق تھی کہ قرآن حکیم کے اعجاز، اس کے کتاب اللہ ہونے کا ثبوت اور اس کی دائمی حفاظت کے خداوندی وعدہ کی صداقت کی شہادت، قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت "بسم اللہ الرحمن الرحیم" ہی میں موجود ہے جو ایک مسلمہ حسابی اصول پر قائم ہے اور جس کا اہتمام اللہ تعالیٰ نے خود اپنی نازل کی ہوئی کتاب میں کیا ہے۔

بسم اللہ کے حروف کی تعداد انیس ۱۹ ہے اور اس صحیفہ الٰہی میں جتنے عربی حروف ہجا استعمال کیئے گئے ہیں ان میں سے ہر حرف کی مجموعی تعداد انیس ۱۹ کے اس عدد سے پوری تقسیم ہوتی ہے اس ریاضیاتی کلید کی طرف قرآن کریم کی سورۃ مدثر (۷۴) کی تیسویں آیت میں ایک اشارہ کیا گیا ہے۔

علیہا تسعۃ عشر — اس پر انیس (فرشتے) مقرر ہیں۔

انیس کے اس عدد کے اسرار اور حکمتوں کے موضوع پر بہت سے مفسرین نے تاویلات بیان کی ہیں جن میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی توجیہات خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔ لیکن اس عددی حکمت کی طرف کسی کا ذہن منتقل نہیں ہوا کہ یہ حروف قرآن کی تعداد کی طرف ایک کلیدی اشارہ ہے اور غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ علیہا کی ضمیر کا مرجع قرآن نہیں بلکہ سقر (دوزخ) ہے۔ جہنم کے عذاب کی انیس ۱۹ اقسام و انواع مراد ہوں جن میں سے ہر نوع کے لیئے ایک الگ سربراہ فرشتہ اور اس کے معاون فرشتوں کا لشکر ہے۔ یا انیس ۱۹ قسم کے وہ جرائم جن کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا اور ہر نوع جرم کے عذاب کے لیئے فرشتوں کی ایک جماعت ہو گی اس عدد میں کوئی سرِ الٰہی ضرور ہے جس کی وضاحت کے لیئے مستند قدیم و جدید مفسرین نے بہت سی توجیہات پیش کی ہیں۔ ان توجیہات

کو بہائی فرقہ کی عقیدت اور ان کے مدعی نبوت علی محمد باب کے سن پیدائش ۱۸۱۹ء سے وابستہ کرنا مفسرین سلف کے ذخیرہ تفسیر سے بے خبری کا ثبوت ہے جیسا کہ کراچی کے بعض ناقدین نے انیس ۱۹ کے عدد کو قرآن کریم کے کتاب اللہ ہونے اور اس کی حفاظت کی ریاضیاتی اساس قرار دینے کے سلسلہ میں ڈاکٹر ارشاد خلیفہ کی تحقیق اور احمد دیدات کے کتابچہ کو ہدف تنقید بنایا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ تحقیق سورۃ مدثر کی زیر بحث آیت کی تفسیر نہیں ہے بلکہ محض ایک فائدہ کا استنباط ہے جو اس اہم عدد سے اخذ کیا گیا ہے۔ جس کی اہمیت کی طرف بعد کی آیات میں توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ عذاب نار کے سلسلے میں انیس فرشتوں کی اس تعداد سے اہل کتاب بھی واقف تھے، وہ قرآن کے اس بیان پر یقین کریں گے اور اس بناء پر قرآن پر ایمان لانے والوں کے ایمان میں ترقی اور تقویت ہوگی۔ ممکن ہے کہ اہل کتاب کو بھی اللہ کی آخری کتاب کی اس ریاضیاتی کلید کا ایک مبہم تصور دیدیا گیا ہو کہ جب قرآن کے بیان میں یہ عدد اور اس کی اہمیت کی تفصیل سامنے آئے تو یقین اور تصدیق کی بنیاد بن سکے۔ بعد کی چند آیات کے ترجمہ سے اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔

"اور ہم نے دوزخ پر جو (منتظم) مقرر کئے ہیں وہ فرشتے ہیں اور ان کی جو تعداد (انیس) رکھی ہے وہ منکروں کے جانچنے کے لئے ہے تاکہ یقین کریں وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی ہے اور زیادہ ہو ایمان لانے والوں کا ایمان، اور شک نہ کریں جن کو کتاب ملی ہے اور ایمان لانے والے (مسلمان) اور تاکہ وہ... لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے یہ کہنے لگیں کہ اس مثال سے (انیس کے شمار سے) اللہ کی مراد کیا ہے۔ اس طرح بھٹکا دیتا ہے اللہ جس کو چاہے اور ہدایت

دیتا ہے جس کو چاہے اور کوئی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکر کو، مگر خود وہی (رب)"

القرآن ۷۴ : ۳۰

اسی سر الٰہی اور اس کی حکمتوں کی توجیہ میں قدیم مفسرین اور ڈاکٹر ارشاد خلیفہ نے ریاضیاتی بنیاد پر ایک فائدہ اخذ کیا ہے۔ صوفیا نے اپنے ذوق کے مطابق غالباً اسی انیس کے عدد کی اس طرح توجیہ کی ہے:

خواہی کہ شود دل تو چون آئینہ
دہ چیز بروں کن از درون سینہ

حرص و امل و غضب و دروغ و غیبت
بخل و حسد و ریا و کبر و کینہ

خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم
نہ چیز بہ نفس خویش فرما تعلیم

صبر و شکر و قناعت و علم و یقین
تفویض و توکل و رضا و تسلیم

ترجمہ: اگر تم چاہو کہ تمہارا دل آئینہ کی طرح صاف ہو جائے تو دس چیزوں کو اپنے سینے سے نکال دو یعنی حرص، امل (ہر قسم کا نشہ یعنی برائیاں)۔ غضب، دروغ (جھوٹ) غیبت (پیٹھ پیچھے برائی) بخل، حسد، ریا، کبر (گھمنڈ)، کینہ اور اگر تم یہ چاہو کہ قرب الٰہی کی منزل میں قیام کرو تو نو چیزیں اپنے نفس کو سکھاؤ یعنی صبر، شکر، قناعت، علم و یقین، تفویض (خود کو اللہ کے سپرد کر دینا) توکل، رضا، تسلیم۔

بہر حال ڈاکٹر خلیفہ کی یہ تحقیق اس تنقید کی مستحق نہیں ہے کہ اس کو علی محمد باب (کذاب) کے سن پیدائش سے جوڑا جائے اس تحقیق پر جارحانہ تنقید کے دوسرے نکات تنقید نگار کی مزید جہالت کا ثبوت ہیں جن کے متعلق اجمالی طور پر یہ کہنا کافی ہے کہ قرآن کی کتابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق ہوئی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسی طریق کتابت کی پیروی کی، ہے اسی طریق کتابت کی آج تک حفاظت کی گئی ہے بسم اللہ میں الف

نہ لکھنا اور باسم ربک (۹۶ : ۱) میں اسم کے الف کا اظہار حضورؐ کے ارشاد کے مطابق ہے۔ اسی طرح "بسطۃ" کا لفظ قرآن کریم میں دو جگہ ہے سورۃ بقر کی آیت (۲ : ۲۴۷) میں اس کو حرف "س" کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ جبکہ سورۃ اعراف (۷ : ۶۹) میں اس لفظ کو "ص" کے ساتھ، بصطۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق کہ جبرئیل علیہ السلام نے "ص" کے ساتھ لکھنے کی ہدایت کی ہے، لکھا گیا ہے اور آج تک رسم عثمانی میں اسی کی پیروی کی گئی ہے۔ ابن مقلہ متوفی ۳۲۹ھ کے رسم الخط کی پیروی سے منسوب کرنا تنقید نگار کا ناقابل عذر جہالت کا ثبوت ہے۔

سردست اس تحقیق پر تنقید کا جائزہ لینا پیش نظر نہیں ہے۔ اس مفید اور ایمان میں اضافہ کرنے والی دریافت کا تعارف مقصود ہے جس کو احمد دیدات نے اپنے تبلیغی لکچروں کی بنیاد بنا لیا ہے۔ احمد دیدات کے اس کتابچہ کا اردو ترجمہ جناب نظام الدین خان صاحب، اکبر آبادی کی تبلیغی کاوشوں کا نتیجہ ہے جو ایک اعلیٰ عہدہ سے پنشن یافتہ گورنمنٹ ملازم ہیں۔ ترجمہ نہایت سلیس، عوام کے لیئے قابل فہم اور آسان زبان میں ہے۔ امید ہے کہ اس کا مطالعہ قرآن پر ایمان ویقین اور ہر قسم کی تحریفات سے محفوظ رہنے پر اعتماد میں ترقی اور اضافہ کا باعث ہوگا۔ اور مترجم و معاونین اشاعت کے لیئے اجر وثواب اور توفیق مزید کا سبب ہوگا۔

محمد اسلم الحسینی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنی بات

قرآن المجید وفرقان الحمید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس نے اپنے کلام کو محفوظ ومامون رکھنے کا وعدہ بھی خود ہی فرمایا ہے چنانچہ سورۃ الحجر کی آیت ۹ میں کہا گیا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحٰفظون یعنی بیشک یہ ذکر (کتاب وحکمت) ہم ہی نے نازل کی ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ونگہبان ہیں (۱۵ : ۹) صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ بھی فرمایا ہے کہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیلٌ من حکیم حمید ٥ حٰم السجدہ آیت ۴۲ یعنی باطل نہ اس کے سامنے سے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے یہ ایک حکیم وحمید کی نازل کردہ کتاب ہے، (۴۱ : ۴۲)۔ در اصل قرآن کا اعجاز اس کی لاریبیّت ہے اور اس نے سورۃ البقرہ کے شروع میں ہی (آیت ۱ - ۲) میں قرآن کے متعلق فرما دیا ہے کہ الم ٥ ذٰلک الکتاب لاریب فیہ ھدی المتقین ٥ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی ریب وشک نہیں۔ ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لئے "۔ در اصل یہ کتاب یقین کامل پر پوری اترتی ہے اور شک وشبہ سے بالاتر ہے ساتھ ہی فصاحت وبلاغت میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ قرآن الکریم میں متعدد بار اہل عرب کے علماء اور بلغاء کو چیلنج دیا گیا تھا کہ اگر تم سچے ہو تو اس قرآن جیسی ایک سورت تو کیا ایک آیت ہی بنا کر لے آؤ اور سورت الکوثر کو تو لکھ کر دیوار کعبہ پہ آویزاں کر دیا گیا تھا کہ لاؤ ایسی ایک سورت یا ایک آیت ہی لیکن اہل عرب محض گونگے اور بہرے ہی رہے اور یہ چیلنج آج تک قرآن کے صفحات پر موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بھی بیان کی جاتی ہے کہ " یہ

(قرآن) وہ کتاب ہے جس سے اہل علم کبھی سیری محسوس نہیں کریں گے اور نہ اس کے عجائبات کبھی ختم ہوں گے۔" میں انہیں عجائباتِ قرآنی کے تصور میں محو تھا کہ میرے ایک کرم فرما نے مجھے انگریزی کا ایک کتابچہ بعنوان AL-QURAN-THE ULTIMATE MIRACLE مرحمت فرمایا جو احمد دیدات صاحب کا تالیف کردہ ہے (موصوف جنوبی افریقہ میں ایک تبلیغی ادارہ کے سربراہ اور نگران ہیں) اس میں ۱۹ کے عدد سے قرآن کریم کی حقانیت ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ مضمون میرے لئے نیا تھا میں نے ارادہ کیا کہ کیوں نہ اس کو اُردو کا جامہ پہنایا جائے تاکہ جو طمانیت اس کو پڑھ کر مجھے حاصل ہوئی ہے دوسروں کو بھی اس میں شریک کیا جائے۔ بس یہی اس کتابچہ کے ترجمہ کا محرک بنا۔

احمد دیدات صاحب ڈاکٹر راشد خلیفہ کی ایک کتاب سے بہت متاثر ہوئے تھے جو قرآن کے حروف کی کمپیوٹر سے حاصل کردہ معلومات پر مبنی تھی۔ ڈاکٹر موصوف جن کا تعلق مصر سے تھا علم کیمیا میں ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کرنے امریکہ گئے اور اسی دوران انھوں نے کمپیوٹر کے ذریعہ قرآن کریم کے حروف کی گنتی کا صبر آزما اور محنت طلب کام سرانجام دیا۔ وہ اس کے حیرت انگیز نتائج پر مبنی معلومات کے لئے بہت مشہور ہوئے۔ ان کی اس تخلیق کو مشہور مصری مجلّہ "آخری ساعۃ" میں شائع کیا گیا۔ رابطہ عالم اسلامی کے ترجمان "اخبار العالم الاسلامی" میں جگہ ملی اور پھر ہندوستان میں دارالمصنفین اعظم گڑھ کے رسالہ "معارف" کی اشاعت خاص میں شائع کیا گیا۔ کمپیوٹر کے عمل کے دوران ڈاکٹر موصوف کی نظر سے کتاب "المعجم المفہرس الالفاظ القرآن الکریم" گذری جسے ایک اور مصری عالم محمد فواد عبد الباقی نے تالیف کیا تھا اور جس میں قرآن کریم کے ہر ہر لفظ کی گنتی کی گئی تھی۔ اس تالیف کے مطالعہ نے ڈاکٹر صاحب کی فکر کو ایک مہمیز کا کام دیا اور انہوں نے اس کتاب کے نتائج کو کمپیوٹر کی مدد سے تنقیح کرنا شروع کر دیا۔ اس کتاب کے مطابق قرآن مجید میں لفظ "اللہ"

ضمہ کے ساتھ ۹۸۰ بار، فتح کے ساتھ ۵۹۲ بار، اور کسرہ کے ساتھ ۱۱۲۵ بار آیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کمپیوٹر کی مدد سے اس غلطی کا انکشاف کیا کہ لفظ "اللہ" کسرہ کے ساتھ ۱۱۲۵ بار نہیں بلکہ ۱۱۲۶ بار آیا ہے اور اس طرح لفظ اللہ کی کل تعداد ۲۶۹۷ کے بجائے ۲۶۹۸ ہوتی ہے (۹۸۰ + ۵۹۲ + ۱۱۲۶) = ۲۶۹۸ جو ۱۹ سے تقسیم (۱۹ × ۱۴۲) ہو جاتی ہے۔

احمد دیدات صاحب اساسی طور پر مناظرہ کے ماہر ہیں کیونکہ ان کا سابقہ اکثر و بیشتر عیسائی مبلغین سے پڑتا ہے چنانچہ ان کا طریق تحریر بھی وہی مناظرانہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ اس کتاب کو پڑھتے وقت اس طرزِ نگارش سے کچھ الجھن محسوس کریں کیونکہ مناظرہ کا فن جو ۱۹ ویں صدی عیسوی اور بیسویں صدی عیسوی کے نصف اوّل تک برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں میں رچا بسا ہوا تھا اور جس سے اس وقت کی کوئی علمی محفل خالی نہیں تھی موجودہ نسل کے لئے یہ طریق تبلیغ ایک قصہ پارینہ کی حیثیت رکھتا ہے اس کی جھلکیاں اور سرگرمیاں اب کتابوں کے علاوہ کہیں اور نظر نہیں آتیں۔ اس مناظرانہ طرزِ تحریر میں موصوف نے اپنی بحث کو اس مفروضہ کے ساتھ آگے بڑھایا ہے گویا یہ کتابچہ مسلمانوں سے زیادہ غیر مسلموں کے لئے تحریر کیا گیا ہے اور ہر جگہ اسی مفروضہ کو اختیار کیا ہے جیسا کہ مغربی مستشرقین اور دوسرے غیر مسلم اہل علم کا متفقہ طرزِ فکر رہا ہے کہ وہ اس کتاب (قرآن) کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف کے طور پر پیش کرتے ہیں، احمد دیدات نے دلائل اور براہین سے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ یقیناً خدا کا کلام ہے اور حقیقتاً ان کا مقصد بھی یہی تھا۔

میں نے جب ترجمہ کے لئے عملی قدم اٹھایا تو چند ہمدرد اور دور اندیش احباب نے یہ کہہ کر اس کام سے اجتناب کا مشورہ دیا کہ قرآن کوئی حساب و کتاب

کی کتاب تو ہے نہیں کہ اس میں ریاضی کے پیچیدہ مسائل کی تلاش کی جائے اور
اس سے کچھ نتائج اخذ کرکے اس کے حق ہونے کا مژدہ سنایا جائے میں نے کہا
کہ ہر دور میں زمانہ کے تقاضوں کے مطابق قرآن کی حقانیت کے جواز فراہم
کئے گئے ہیں تاکہ منکرین حق کو مزید ایک لمحہ فکر مہیا کیا جائے۔ قرآن سے اخذ کردہ
تاریخی حقائق کی نشان دہی کی گئی ہے، دنیا کی پیدائش اور نوع انسانی کے
ارتقائی منازل کی تفصیل بیان کی گئی ہے، اس میں طبیعی سائنس اور علم
ہیئت کے بہت سے اشارے ملتے ہیں ان سب کے باوجود قرآن نہ
تاریخ کی کتاب ہے نہ جغرافیہ، سائنس، ہیئت اور ایسے ہی دوسرے شعبہ ہائے
علم کی بلکہ بنیادی طور پر حکمت اور دانائی کی کتاب ہے اور ایک خدائے واحد
کو تسلیم کرانے کے لئے عقلی شہادت کی بین دلیل۔ چنانچہ میں نے اطمینان
قلب پاکر ترجمہ کا کام شروع کر دیا۔ یہ میرے لئے ایک نیا تجربہ تھا اور اس میں
میرے لئے کچھ مشکل مقام بھی آئے۔ مجھے اپنی کم مائیگی کا اعتراف ہے میں نہیں
کہہ سکتا کہ میں اپنی اس حقیر کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں۔ لیکن
یہ میری قرآن کے ساتھ والہانہ وابستگی اور عقیدت تھی کہ میں نے اپنی بے بضاعتی
کے باوجود اس بار گران کو اٹھا لیا۔ ترجمہ لفظی ہے اور اصلیت کی روح کو بجنسہٖ
قائم رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ صاحب کتاب کے ہر ہر لفظ، انکی ترتیب،
نشست و برخواست اور وہ استدلال جو انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں
اختیار کیا ہے جوں کا توں رکھا ہے اور انہیں صرف اردو الفاظ کا جامہ پہنایا ہے۔
اپنے اسلوب کو اختیار کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ہوسکتا ہے کہ ترجمہ کا یہ انداز
کچھ حضرات کو پسند نہ آئے لیکن میں نے صرف ترجمہ ہی کیا ہے اور وہ بھی پوری
دیانت داری کے ساتھ۔

ہمارے صاحبان علم اور علمائے تفاسیر نے صراحت کے ساتھ یہ موقف
اختیار کیا ہے کہ مقطعات جو قرآن مجید کی متعدد سورتوں میں بطور حروف فاتحہ
آئے ہیں ان کے کوئی معنی نہیں ہیں اور اگر کچھ ہیں بھی تو اسے اللہ بہتر جانتا
ہے اور یہ اللہ کے اسرار و رموز ہیں جن پر ہمارا سب کا ایمان ہے اس کے
باوجود کچھ اہل علم حضرات اس معاملہ کو بھی زیر بحث لائے ہیں جن میں بعض کا کہنا ہے کہ جس
زمانہ میں قرآن کا نزول ہو رہا تھا اس دور کے اسالیب بیان میں اس طرح
کے حروف مقطعات کا استعمال عام طور پر معروف تھا لیکن اب یہ اسلوب عربی
زبان میں بھی متروک ہوگیا ہے۔ اسی لئے صحابہ کرام یا ہم عصر مخالفین میں سے
کسی نے بھی حروف مقطعات کی موجودگی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی
سوال نہیں کیا اور اس سلسلہ میں کوئی ایک روایت بھی پورے ذخیرہ حدیث
میں موجود نہیں ہے۔ کچھ بھی ہو پوری امت چودہ سو سال سے اس معاملہ میں
خاموش ہے۔ اس کے باوجود بعض صاحبان فکر نے ان حروف کو معنی پہنانے
کی کوشش کی ہے آپ کی دلچسپی کے لئے ان کی ان کاوشوں کو ذیل میں درج
کیا جارہا ہے۔ حروف مقطعات قرآن حکیم میں ایک ایک دو دو تین تین چار یا
پانچ پانچ کے مجموعہ حروف کے ساتھ آئے ہیں۔ انہیں اسی ترتیب سے ان کے
متوقع معانی کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔

نمبر شمار	مقطعات	کن سورتوں میں وارد ہوئے	معنی
۱	ص	۳۸	صادق یعنی اللہ صادق ہے
۲	ق	۵۰	قادر یعنی اللہ قادر ہے
۳	ن	۶۸	دوات (گواہ ہے) یا "لوح نور"

نمبرشمار	مقطعات	کن سورتوں میں وارد ہوئے	معنی
۴	آلـرٰ	۱۰،۱۱،۱۲،۱۴ر۱۵	انا اللہ اری یعنی میں (اللہ) دیکھتا ہوں
۵	حـمٓ	۴۰،۴۱،۴۲،۴۳،۴۴،۴۵،۴۶	ا۔ بے انتہا رحم والا ۲۔ قضی ما ہو کائن یعنی جو کچھ ہونے والا ہے اس کا فیصلہ ہو چکا۔
۶	طسٓ	۲۷	طور سینا (اس سورۃ میں حضرت موسیٰؑ کے طور پر جانے کا ذکر ہے۔
۷	طٰـہٰ	۲۰	اے مرد کامل
۸	یٰسٓ	۳۶	اے انسان کامل
۹	آلـمٓ	۲،۳،۲۹،۳۰،۳۱،۳۲	انا اللہ اعلم یعنی میں اللہ بہت جاننے والا ہوں۔
۱۰	آلـمٓرٰ	۱۳	انا اللہ اعلم واری یعنی میں اللہ خوب جانتا ہوں اور دیکھتا ہوں
۱۱	طسٓمٓ	۲۶ر۲۷	ا۔ طور سینا موسی ۲۔ ذی الطول وسمیع وعلیم
۱۲	آلـمٓصٓ	۷	انا اللہ اعلم وصادق، یعنی میں (اللہ) بہت جاننے والا بہترین فیصلہ کرنے والا ہوں
۱۳	حـمٓ عسٓقٓ	۴۲	حم کے معنی تو اوپر شمارہ ۵ میں دیئے ہیں یعنی بے انتہا رحم والا۔ باقی ع بمعنی علیم س بمعنی سمیع اور ق بمعنی قادر
۱۴	کٓھٰیٰعٓصٓ	۱۹	ک = کافی ہ = ہادی ی = یمین (برکت والا) ع = عزیز ص = صادق

یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ عربی زبان میں ۲۸ حروف تہجی ہیں ان میں سے صرف ۱۴ حروف مقطعات میں استعمال کئے گئے ہیں جنہیں حروف نورانیہ کہتے ہیں اور باقی ماندہ ۱۴ حروف جو مقطعات میں استعمال نہیں ہوئے ہیں ان کو حروف ظلمانیہ کہتے ہیں۔ مزید یہ کہ سورۃ فاتحہ ۲۱ حروف سے مرکب ہے اور ان ۲۱ حروف میں وہ ۱۴ حروف موجود ہیں جن سے قرآن کے تمام مقطعات ترتیب دیئے گئے ہیں یعنی ا ح ر س ص ط ع ق ک ل م ن ہ ی اور ان کے ملانے سے یہ عبارت بنتی ہے "نص حکیم قاطع لہ سر"۔ الغرض اللہ تعالیٰ کے کلام کی ترتیب میں بھی بڑے گہرے راز پوشیدہ ہیں جن کا قلیل علم انسان کو دیا گیا ہے اور بیشتر کا علم اللہ کو ہے۔

مصر کے ایک فاضل اور محقق استاد عبدالرزاق نوفل نے اپنی کتاب "الاسلام دین ودنیا" میں یہ تحقیق پیش کی ہے کہ قرآن میں لفظ دنیا اتنی ہی بار آیا ہے جتنی بار لفظ آخرت مذکور ہے۔ دراصل قرآن میں ایک ترتیب، ایک توازن اور ایک عددی موضوعاتی مماثلت پائی جاتی ہے حتیٰ کہ تناقص اور ترابط میں بھی باہمی ہم آہنگی ہے اور قرآن کے اعجاز کا یہ بھی ایک پہلو ہے۔ ارشاد ربانی

ہے کہ "خدا ہی تو ہے جس نے سچائی کے ساتھ کتاب نازل کی اور عدل وانصاف کی ترازو"۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ قرآن دراصل لفظاً، معنیً، حرفاً اور عدداً اعجاز ہے ——— مندرجہ ذیل الفاظ پر غور کریں کہ قرآن میں یہ الفاظ اپنے مقابل کے الفاظ کے عین مطابق وارد ہوئے ہیں۔

دنیا	۱۱۵ بار	آخرت	۱۱۵ بار	اصنام (بت)	۵ بار	خمر	۵ بار
شیاطین	۸۸ بار	ملائکہ	۸۸ بار			خنزیر	۵ بار
موت	۱۴۵ بار	حیات	۱۴۵ بار	کفر	۲۵ بار	ایمان	۲۵ بار
نفع	۵۰ بار	فساد	۵۰ بار	رحمٰن	۵۷ بار	رحیم	۱۱۴ بار
صالحات	۱۶۷ بار	سیئات	۱۶۷ بار	یعنی رحمٰن سے دوچند			
جحیم (جہنم)	۲۶ بار	عقاب (سزا)	۲۶ بار	صوم	۱۴ بار	صبر	۱۴ بار
بر (نیکی)	۲۰ بار	ثواب	۲۰ بار	محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)	۴ بار	سراج (چراغ)	۴ بار
نطفہ	۱۲ بار	طین (مٹی)	۱۲ بار	روح القدس	۴ بار	شریعت	۴ بار
مغفرت	۲۳۴ بار	جزا (سزا)	۱۱۷ بار	شہر (مہینہ)	۱۲ بار	یوم	۳۶۵ بار
یعنی مغفرت سزا سے دوچند				یعنی سال کے دنوں کے برابر			
اجر (بدلہ)	۱۰۸ بار	فعل	۱۰۸ بار	قرآن	۶۸	ملائکہ معہ مشتقات	۶۸ بار
رکوع	۱۳	حج	۱۳	زکوٰۃ	۳۲ بار	برکات	۳۲ بار

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایات اور شہادات بہت زیادہ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سب سے زیادہ طویل صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ کی ہی تھی۔ آپ کی روایت کے مطابق قرآن پاک میں کل ۶۶۶۶ آیات ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

آیات وعید	۱۰۰۰	آیات وعدہ	۱۰۰۰
آیات نہی	۱۰۰۰	آیات امر	۱۰۰۰
آیات مثال	۱۰۰۰	آیات قصص	۱۰۰۰
آیات تحلیل (حلال)	۲۵۰	آیات تحریم (حرام)	۲۵۰
آیات تسبیح (دعا)	۱۰۰	آیات متفرقہ	۶۶

اس طرح قرآن حکیم کی آیات میں موضوعات کے پیش نظر بھی شماریاتی توازن وتطابق پایا جاتا ہے۔

قرآن کی حقانیت کے سلسلہ میں فرانسیسی سائنسدان ڈاکٹر موریس بکائی" MAURICE BUCAILLE کا ذکر بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ موصوف کی قرآن کے مطالعہ اور تحقیق پر مبنی معرکتہ الآراء کتاب "بائبل، قرآن اور سائنس" اور ایک مقالہ "قرآن میں فلیاتی اور جنینیاتی حقائق" جو فرنچ اکادمی آف میڈیسن کے ارکان کے سامنے پیش کیا گیا تھا، میں قرآن سے اخذ کردہ ایسے حقائق بیان کئے گئے ہیں جن کی تصدیق جدید سائنس بھی کرتی ہے جبکہ ہمارے قدیم مفسرین اپنی علمی کم مائیگی اور جدید سائنسی علوم کی ناواقفیت کی بنا پر ان حقائق کی نشاندہی نہ کرسکے حتیٰ کہ زمانہ حال کے مفسرین نے بھی قرآنی موضوعات کے سائنسی پہلوؤں کو اجاگر کرنے میں کوئی نمایاں کوشش نہیں کی۔ ڈاکٹر صاحب نے مغربی دنیا کو چیلنج کیا ہے کہ کوئی فرد بھی قرآن کے کسی بیان کو غیر سائنسی یا غیر معتبر ثابت نہیں کرسکتا اور سائنس سے مراد وہ حقائق علم ہیں جنھیں اب مکمل طور پر ثابت کیا جا چکا ہے۔ دراصل اسلام اور سائنس کے درمیان قربت کی بہترین وضاحت حضور نبی کریم علیہ صلوٰۃ التسلیم کی وہ حدیث کرتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ "علم حاصل کرو خواہ چین ہی جانا پڑے"۔ اسی لئے اسلام میں دین اور سائنس (علم) کو ہمیشہ

قوام بھنیں خیال کیا گیا ہے۔ بیسویں صدی عیسوی میں علم میں مسلسل اضافہ کے باعث قرآن کی ایسی تمام آیات کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ایک شخص کے پاس علم کا مکمل دائرۃ المعارف ہو جس کے ذریعہ وہ علم کی ہر شاخ پر حاوی ہو سکے۔ گو قرآن بنیادی طور پر ایک عظیم مذہبی کتاب مقدس ہے۔ اور ہم اس سے کسی سائنسی مقصد کی توقع نہیں کر سکتے پھر بھی قرآن میں متعدد ایسے اشارے ملتے ہیں جن سے زمانہ ماسبق میں لوگ قطعاً ناواقف تھے کیونکہ اس زمانہ میں نہ سائنسی علوم میں اتنی ترقی ہوئی تھی اور نہ اہل عرب جو قرآن کے اولین مخاطب تھے ان علوم سے بہرہ ور تھے۔ لیکن اب جدید سائنس سے ان حقائق کو مکمل طور پر ثابت کیا جا چکا ہے۔ ذیل میں چند مثالیں پیش کی جا رہی ہیں

"الف" ـــــ زندگی کے بارے میں:

(۱) "ہم (اللہ) نے تمام جاندار چیزیں (یعنی حیات) پانی سے تخلیق کی ہیں۔" القرآن (۲۱ : ۳۰)

آج یہ بات حقیقت کے طور پر تسلیم کی جا رہی ہے جبکہ نزول قرآن کے وقت دنیا اس تحقیق سے قطعاً نابلد تھی۔

(۲) "پھر ہم نے اس نطفہ کو ایک گوشت کے لوتھڑے کی شکل دی پھر اس لوتھڑے کو چبائی ہوئی (گوشت کی) بوٹی بنا دیا پھر ہم نے اس بوٹی کے بعض اجزاء کو ہڈیاں بنا دیا اور ان ہڈیوں پر گوشت کا غلاف چڑھا دیا۔" القرآن (۲۳ : ۱۴)

رحم مادر میں جنین کے ارتقاء کے بنیادی مراحل قرآن میں اختصار کے باوجود جس مرتب طریقہ پر بیان کئے گئے ہیں حیرت ہوتی ہے کہ آج کی تحقیق ان کو صدفی صد درست ثابت کرتی ہے۔

(۳) "خدا وہ ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا۔ پھر اس کے ذریعے نباتات پیدا کیں جو آپس میں جوڑے جوڑے اور ایک دوسرے سے الگ ہیں۔" القرآن ۲۰ : ۵۳

"اور زمین میں ہر نوع کے پھلوں میں دو دو کے جوڑے پیدا کئے۔"

القرآن ۱۳ : ۳

آج علم نباتات سے واقف ہر شخص جانتا ہے کہ پودوں میں بھی نر و مادہ کے لازمی جوڑے ہوتے ہیں اور پھل دار پودوں کے اندر بھی جنسی خصوصیات ہوتی ہیں۔

(۴) "کیا ہم نے زمین کو فرش اور پہاڑوں کو میخین نہیں بنایا۔"

القرآن ۷۸ : ۶-۷

علم طبقات الارض میں حال ہی میں جو اہم چیز دریافت ہوئی ہے وہ ہے "مظہر الفاف" کی حقیقت جس سے سلسلہ ہائے کوہ وجود میں آتے ہیں۔ پہاڑوں کا استحکام اسی سے متعلق ہے یعنی پہاڑ دراصل میخ یا کھونٹے (اوتاد) ہیں جو زمین میں گاڑے گئے ہیں اور یہ تشریح سائنسی معلومات کے عین مطابق ہے۔

(۵) "کیا تو نے غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی (بارش) برساتا ہے پھر اس کو زمین کے سوتوں میں داخل کر دیتا ہے پھر اس کے ذریعہ مختلف رنگوں کی کھیتیاں پیدا کرتا ہے۔"

القرآن ۳۹ : ۲۱

پہلے یہ خیال تھا کہ ہواؤں کے اثر سے سمندروں کا پانی براعظموں کے اندرون چلے جاتے ہیں اور پہاڑی غاروں میں پانی جمع ہونے اور منجمد ہونے کے نتیجہ میں زیر زمین چشمے اور جھیلیں وجود میں آتی ہیں لیکن آج سائنسی

علوم نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ ان کا باعث بارش کا وہ پانی ہے جو زیر زمین جذب ہوتا رہتا ہے اور یہ قرآن میں بیان کردہ تشریح کے عین مطابق ہے۔

"ب"۔ کائنات اور خلا کے بارے میں

(۱) "پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں تھا۔"

القرآن ۴۱ : ۱۱

یہ تحقیق جدید ہے کہ تخلیق کائنات سے پہلے ایک گیسی اجتماع (دخان) تھا۔

(۲) "کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ زمین اور آسمان پہلے ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے ہم نے ان کو جدا جدا کر دیا۔"

القرآن ۲۱ : ۳۰

ان عناصر کی علیحدگی کے عمل نے کہکشاؤں کو جنم دیا اور جب یہ کہکشائیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئیں تو ستارے وجود میں آئے اور سیارے پیدا ہوئے۔

(۳) "وہ خدا ایسا ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (یعنی درمیانی وجود) چھ ایام میں پیدا کیا۔"

القرآن ۲۵ : ۵۹

یہ درمیانی تخلیق مادہ کے وہ پل ہیں جو باضابطہ فلکیاتی نظاموں سے باہر ہیں اور حال ہی میں دریافت ہوئے ہیں۔

(۴) "کائنات میں ہماری جیسی اور بھی دنیائیں موجود ہیں۔"

آج کی سائنس اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے پے درپے اقدام کر رہی ہے

(۵) قرآن میں چاند کو نور اور سورج کو سراج کہا گیا ہے چاند ایک جامد جرم ہے جو روشنی کو منعکس کرتا ہے جبکہ سورج ایک ایسا آسمانی وجود ہے جو مسلسل احتراق کی کیفیت میں رہتا ہے اور روشنی اور حرارت کا منبع ہے۔ اسی

طرح قرآن میں لفظ کواکب سے مراد یقینی طور پر سیارے ہیں جو ایسے اجرام فلکی ہیں جو روشنی منعکس کرتے ہیں لیکن سورج کی طرح روشنی پیدا نہیں کرتے۔

(۶) دن اور رات کے تواتر کا ذکر قرآن میں بظاہر ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے لیکن جن الفاظ کے ساتھ اس تواتر کو بیان کیا گیا ہے وہ انتہائی اہم ہے۔ سورۃ الزمر میں فعل "یکوّر" اس حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ کس طرح رات دن کو اور دن رات کو لپیٹتی ہے۔ "یکوّر" کا لغوی مفہوم ہے سر کے گرد پگڑی لپیٹنا اور دن اور رات کی گردش کو ظاہر کرنے کے لئے اس سے بہتر تشریح ممکن نہیں تھی

القرآن ۳۹ : ۵

(۷) "اے گروہ جن و انس اگر تم قدرت رکھتے ہو تو آسمان اور زمین کی حدود (دائرہ کشش ثقل) سے نکل جاؤ لیکن تم خدا کی عطا کی ہوئی اس طاقت کے بغیر باہر نہیں نکل سکتے۔"

القرآن ۵۵ : ۳۳

یہ خلائی تسخیر کی طرف اشارہ ہے اور آج خلائی ٹیکنالوجی کی حیرت انگیز ترقی کے نتیجہ میں انسان نے چاند پر قدم رکھ کر خلا کو تسخیر کر لیا۔

اپنی بات کو ختم کرنے سے پہلے تقریظ و تبصرہ کے سلسلہ میں، میں گرامی قدر جناب ڈاکٹر محمد بشارت علی صاحب استاذ شعبہ عمرانیات و اسلامیات جامعہ کراچی اور عالی مرتبت جناب مولانا سید محمد اصلح الحسینی صاحب ممتاز عالم دین اور مفسر قرآن کا صمیم قلب سے شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود کتاب ہٰذا کا بغور مطالعہ فرمایا اور اپنی گراں قدر آراء سے مستفیض فرمایا۔

نظام اکبر آبادی

قرآن سے متعلق مفید معلومات

تعداد ہر حرف مفرد کلام مجید							
ا ۴۸۸۷۲	ب ۱۱۴۲۸	ت ۱۰۱۹۹	ث ۱۲۷۶	ج ۳۲۷۳	ح ۳۹۹۳	خ ۲۴۱۶	
د ۵۶۰۲	ذ ۴۶۷۷	ر ۱۱۷۹۳	ز ۱۵۹۰	س ۵۸۹۱	ش ۲۲۵۳	ص ۲۰۱۳	
ض ۱۶۰۷	ط ۱۲۷۷	ظ ۸۴۲	ع ۹۲۲۰	غ ۲۲۰۸	ف ۸۴۹۹	ق ۶۸۱۳	
ک ۹۵۰۰	ل ۳۰۴۳۲	م ۲۶۵۶۰	ن ۴۵۱۹۰	و ۲۵۵۳۶	ہ ۱۹۰۷۰	لا ۳۷۲۰	ی ۲۵۹۱۹

قرآن میں تلفظ کی وہ غلطیاں جن سے اجتناب کیا جائے

تلاوت قرآن پاک کے لئے ضروری ہدایت

قرآن مجید میں بعض مقامات ایسے ہیں جہاں ذرا سی بے احتیاطی سے الفاظ ذیل کے زبر، زیر و پیش میں رد و بدل ہو جانے سے معنی کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں اور نادانستہ کفر تک کا ارتکاب ہو جاتا ہے۔ دانستہ پڑھنے سے گناہ کبیرہ بلکہ کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

مقام	صحیح لفظ	غلط تلاوت
۱۔ سورۂ فاتحہ	اَنْعَمْتَ	اَنْعَمْتُ (تا پر پیش)
۲۔ سورۂ فاتحہ	اِیَّاکَ نَعْبُدُ	اِیَاکَ (یا بلا تشدید)
۳۔ بقرہ۔ ع ۱۵۔ آیت ۱۲۴	وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ	اِبْرٰھٖمُ رَبَّہٗ (م پر پیش، با پر زبر)
۴۔ بقرہ۔ ع ۳۳۔ آیت ۲۵۱	وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ	دَاوٗدَ جَالُوْتُ (د پر زبر، تا پر پیش)
۵۔ بقرہ۔ ع ۳۴۔ آیت ۲۵۵	اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ	اَللّٰہَ (ہ پر زبر)
۶۔ بقرہ۔ ع ۳۶۔ آیت ۲۶۱	وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ	یُضْعِفُ (ع پر زبر)
۷۔ نساء۔ ع ۲۳۔ آیت ۱۶۵	رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ	مُبَشَّرِیْنَ وَمُنْذَرِیْنَ (ش و ذ پر زبر)
۸۔ توبہ۔ ع ۱۔ آیت ۳	مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ	وَرَسُوْلِہٖ (لام کسرہ سے)
۹۔ بنی اسرائیل۔ ع ۲۔ آیت ۱۵	کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ	مُعَذَّبِیْنَ (ذ پر زبر)
۱۰۔ طٰہٰ۔ ع ۷۔ آیت ۱۲۱	وَعَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّہٗ	اٰدَمَ رَبُّہٗ (م پر زبر، با پر پیش)
۱۱۔ انبیاء۔ ع ۶۔ آیت ۸۷	اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ	اِنِّیْ کُنْتَ (تا پر زبر)
۱۲۔ شعراء۔ ع ۱۱۔ آیت ۱۹۴	لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ	مُنْذَرِیْنَ (ذ پر زبر)
۱۳۔ فاطر۔ ع ۴۔ آیت ۲۸	یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ	یَخْشَی اللّٰہُ (اللہ کی ہ پر پیش)
۱۴۔ الصّٰفّٰت۔ ع ۳۔ آیت ۷۲	فِیْھِمْ مُّنْذِرِیْنَ	مُنْذَرِیْنَ (ذ پر زبر)
۱۵۔ فتح۔ ع ۴۔ آیت ۲۷	صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ	اللّٰہَ رَسُوْلُہٗ (اللہ پر زبر ولہ کی لام پر پیش)
۱۶۔ حشر۔ ع ۳۔ آیت ۲۴	مُصَوِّرُ	مُصَوَّرُ (واؤ پر زبر)
۱۷۔ حاقہ۔ ع ۱۔ آیت ۳۷	اِلَّا الْخٰطِئُوْنَ	اِلَّا الْخَاطَئُوْنَ (طا اور ء پر زبر)
۱۸۔ مزمل۔ ع ۱۔ آیت ۱۶	فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ	فِرْعَوْنَ الرَّسُوْلُ (ن پر زبر ل پر پیش)
۱۹۔ مرسلٰت۔ ع ۲۔ آیت ۳۱	فِیْ ظِلٰلٍ	فِیْ ظَلٰلٍ (ظا پر زبر)
۲۰۔ نازعات۔ ع ۲۔ آیت ۴۵	اَنْتَ مُنْذِرُ	مُنْذَرُ (ذ پر زبر)

نوٹ: مندرجہ بالا صحیح الفاظ پر اپنے قرآن پاک میں سرخ نشان لگالیں تاکہ وقت تلاوت یاد آجائے۔

ملنے کا پتہ: نظام الدین خان، ۵ ای۔ آئی ۳۔ ۱۹۰۳ ناظم آباد، کراچی ۱۸۔ فون نمبر ۶۲۷۸۴۰

فہرس باسمأ السورۃ، زمانہ نزول، تعداد آیات ورکوعات

نام سورۃ	نمبر شمار	زمانہ نزول	تعداد آیات	تعداد رکوع	نام سورۃ	نمبر شمار	زمانہ نزول	تعداد آیات	تعداد رکوع
الفاتحہ	۱	مکی	۷	۱	طٰہٰ	۲۰	مکی	۱۳۵	۸
البقرہ	۲	مدینہ	۲۸۶	۴۰	الانبیاء	۲۱	مکی	۱۱۲	۷
آل عمران	۳	مدینہ	۲۰۰	۲۰	الحج	۲۲	مدینہ	۷۸	۱۰
النساء	۴	مدینہ	۱۷۶	۲۴	المومنون	۲۳	مکی	۱۱۸	۶
المائدہ	۵	مدینہ	۱۲۰	۱۶	النور	۲۴	مدینہ	۶۴	۹
الانعام	۶	مکی	۱۶۵	۲۰	الفرقان	۲۵	مکی	۷۷	۶
الاعراف	۷	مکی	۲۰۶	۲۴	الشعراء	۲۶	مکی	۲۲۷	۱۱
الانفال	۸	مدینہ	۷۵	۱۰	النمل	۲۷	مکی	۹۳	۷
التوبہ	۹	مدینہ	۱۲۹	۱۶	القصص	۲۸	مکی	۸۸	۹
یونس	۱۰	مکی	۱۰۹	۱۱	العنکبوت	۲۹	مکی	۶۹	۷
ہود	۱۱	مکی	۱۲۳	۱۰	الروم	۳۰	مکی	۶۰	۶
یوسف	۱۲	مکی	۱۱۱	۱۲	لقمٰن	۳۱	مکی	۳۴	۴
الرعد	۱۳	مدینہ	۴۳	۶	السجدہ	۳۲	مکی	۳۰	۳
ابراہیم	۱۴	مکی	۵۲	۷	الاحزاب	۳۳	مدینہ	۷۳	۹
الحجر	۱۵	مکی	۹۹	۶	سباء	۳۴	مکی	۵۴	۶
النحل	۱۶	مکی	۱۲۸	۱۶	فاطر	۳۵	مکی	۴۵	۵
بنی اسرائیل	۱۷	مکی	۱۱۱	۱۲	یٰسین	۳۶	مکی	۸۳	۵
الکہف	۱۸	مکی	۱۱۰	۱۲	الصافات	۳۷	مکی	۱۸۲	۵
مریم	۱۹	مکی	۹۸	۶	صٓ	۳۸	مکی	۸۸	۵

نام سورۃ	نمبر شمار	زمانہ نزول	تعداد آیات	تعداد رکوع	نام سورۃ	نمبر شمار	زمانہ نزول	تعداد آیات	تعداد رکوع
الزمر	۳۹	مکی	۷۵	۸	الحشر	۵۹	مدینہ	۲۴	۳
المومن	۴۰	مکی	۸۵	۹	الممتحنہ	۶۰	مدینہ	۱۳	۲
حٰم السجدہ	۴۱	مکی	۵۴	۶	الصف	۶۱	مدینہ	۱۴	۲
الشوریٰ	۴۲	مکی	۵۳	۵	الجمعہ	۶۲	مدینہ	۱۱	۲
الزخرف	۴۳	مکی	۸۹	۷	المنافقون	۶۳	مدینہ	۱۱	۲
الدخان	۴۴	مکی	۵۹	۳	التغابن	۶۴	مدینہ	۱۸	۲
الجاثیہ	۴۵	مکی	۳۷	۴	الطلاق	۶۵	مدینہ	۱۲	۲
الاحقاف	۴۶	مکی	۳۵	۴	التحریم	۶۶	مدینہ	۱۲	۲
محمد	۴۷	مکی	۳۸	۴	الملک	۶۷	مکی	۳۰	۲
الفتح	۴۸	مدینہ	۲۹	۴	القلم	۶۸	مکی	۵۲	۲
الحجرات	۴۹	مدینہ	۱۸	۲	الحاقہ	۶۹	مکی	۵۲	۲
قٓ	۵۰	مکی	۴۵	۳	المعارج	۷۰	مکی	۴۴	۲
الذاریات	۵۱	مکی	۶۰	۳	نوح	۷۱	مکی	۲۸	۳
الطور	۵۲	مکی	۴۹	۲	الجن	۷۲	مکی	۲۸	۲
النجم	۵۳	مکی	۶۲	۳	المزمل	۷۳	مکی	۲۰	۲
القمر	۵۴	مکی	۵۵	۳	المدثر	۷۴	مکی	۵۶	۲
الرحمٰن	۵۵	مدینہ	۷۸	۳	القیامہ	۷۵	مکی	۴۰	۲
الواقعہ	۵۶	مکی	۹۶	۳	الدہر	۷۶	مدینہ	۳۱	۲
الحدید	۵۷	مدینہ	۲۹	۴	المرسلات	۷۷	مکی	۵۰	۲
المجادلہ	۵۸	مدینہ	۲۲	۳	النبا	۷۸	مکی	۴۰	۲

نام سورۃ	نمبر شمار	زمانہ نزول	تعداد آیات	تعداد رکوع	نام سورۃ	نمبر شمار	زمانہ نزول	تعداد آیات	تعداد رکوع
النّزعات	۷۹	مکی	۴۶	۲	الزلزال	۹۹	مدینہ	۸	۱
عبس	۸۰	مکی	۴۲	۱	العدیات	۱۰۰	مکی	۱۱	۱
التکویر	۸۱	مکی	۲۹	۱	القارعۃ	۱۰۱	مکی	۱۱	۱
الانفطار	۸۲	مکی	۱۹	۱	التکاثر	۱۰۲	مکی	۸	۱
المطففین	۸۳	مکی	۳۶	۱	العصر	۱۰۳	مکی	۳	۱
الانشقاق	۸۴	مکی	۲۵	۱	الھمزہ	۱۰۴	مکی	۹	۱
البروج	۸۵	مکی	۲۲	۱	الفیل	۱۰۵	مکی	۵	۱
الطارق	۸۶	مکی	۱۷	۱	القریش	۱۰۶	مکی	۴	۱
الاعلیٰ	۸۷	مکی	۱۹	۱	الماعون	۱۰۷	مکی	۷	۱
الغاشیہ	۸۸	مکی	۲۶	۱	الکوثر	۱۰۸	مکی	۳	۱
الفجر	۸۹	مکی	۳۰	۱	الکافرون	۱۰۹	مکی	۶	۱
البلد	۹۰	مکی	۲۰	۱	النصر	۱۱۰	مدینہ	۳	۱
الشمس	۹۱	مکی	۱۵	۱	اللھب	۱۱۱	مکی	۵	۱
الیل	۹۲	مکی	۲۱	۱	الاخلاص	۱۱۲	مکی	۴	۱
الضحٰی	۹۳	مکی	۱۱	۱	العلق	۱۱۳	مکی	۵	۱
الم نشرح	۹۴	مکی	۸	۱	النّاس	۱۱۴	مکی	۶	۱
التین	۹۵	مکی	۸	۱					
العلق	۹۶	مکی	۱۹	۱					
القدر	۹۷	مکی	۵	۱					
البینۃ	۹۸	مدینہ	۸	۱					

	کل	مکی	مدنی
کل سورتیں	۱۱۴	۸۶	۲۸
کل آیات	۶۲۳۶	۴۶۱۳	۱۶۲۳
کل رکوعات	۵۵۸	۳۵۶	۲۰۲

سجدات التلاوۃ

۱ العدد	۲ الجزء	۳ السورۃ	۴ الرکوع	۵ موجب السجدۃ	۶ موضع السجدۃ
۱	۹	الاعراف	۲۴	یَسْجُدُوْنَ ○	یَسْجُدُوْنَ ○
۲	۱۳	الرّعد	۲	وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ	وَالْاٰصَالِ ○
۳	۱۴	النّحل	۶	وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ	مَا یُؤْمَرُوْنَ ○
۴	۱۵	الاسراء	۱۲	یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا	خُشُوْعًا ○
۵	۱۶	مریم	۴	خَرُّوْا سُجَّدًا	بُکِیًّا ○
۶	۱۷	الحجّ	۲	یَسْجُدُ لَہٗ	مَا یَشَآءُ ○
	۱۷	الحجّ (عند الشافعی)	۱۰	وَاسْجُدُوْا	تُفْلِحُوْنَ ○
۷	۱۹	الفرقان	۵	اسْجُدُوْا	نُفُوْرًا ○
۸	۱۹	النّمل	۲	اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰہِ	رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○
۹	۲۱	السّجدۃ	۲	خَرُّوْا سُجَّدًا	لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ ○
۱۰	۲۳	صٓ	۲	وَخَرَّ رَاکِعًا	اَنَابَ ○
۱۱	۲۴	حٰمٓ السّجدۃ	۵	وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ	لَا یَسْئَمُوْنَ ○
۱۲	۲۷	النّجم	۳	فَاسْجُدُوْا	وَاعْبُدُوْا ○
۱۳	۳۰	الانشقاق	۱	یَسْجُدُوْنَ ○	یَسْجُدُوْنَ ○
۱۴	۳۰	العلق	۱	وَاسْجُدْ	وَاقْتَرِبْ ○

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور سجدہ تلاوت میں حسب ذیل دعا پڑھا کرتے تھے۔

سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ (ابوداؤد، ترمذی ونسائی)۔

منازل

۱ نمبر شمار	۲ پارہ		۳ سورۃ		۴ صفحہ
۱	—		۱	الفاتحۃ	۱
۲	۶	لایحب اللہ	۵	المآئدۃ	۷۰
۳	۱۱	یعتذرون	۱۰	یونس	۱۳۶
۴	۱۵	سبحٰن الذی	۱۷	الاسراء	۱۸۲
۵	۱۹	وقال الذین	۲۶	الشعرآء	۲۳۶
۶	۲۳	ومالی	۳۷	الصّٰفّٰت	۲۸۶
۷	۲۶	حٰمٓ	۵۰	قٓ	۳۳۳

ریاضی جو سائنس کی آخری دلیل ہے مسٹر دیدات
اُسے طبیعیاتی قابل مشاہدہ ثبوت کے طور پر زیر
بحث لائے ہیں یہ بات ثابت کرنے کے لئے کہ
قرآن خدا کا ناقابل تردید کلام ہے۔

القرآن
آخری معجزہ

احمد دیدات ________

AL QURAN
THE ULTIMATE MIRACLE

BY AHMED DEEDAT

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ انساب

مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ
ابْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ
ابْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ
ابْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ

پہلا باب

آغاز کا پس منظر

زمانہ قدیم سے بنی نوع انسان کا یہ چلن رہا ہے کہ جب بھی اللہ کی طرف سے کوئی ہادی ان کی اصلاح اور انہیں اللہ کی مرضی و منشاء کی طرف رہنمائی کے لئے آیا انہوں نے اس کے پیغام کو کھلے دل سے قبول کرنے کے بجائے ان برگزیدہ بندوں سے مافوق الفطرت ثبوت طلب کئے۔

مثال کے طور پہ جب حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو اپنے طور طریق میں اصلاح کرنے کے لئے کہا کہ محض قانونی رسومات سے گریز کریں اور خدائی احکام کی روح کا شعور حاصل کریں۔ تو ان لوگوں نے ثبوت کے لئے معجزات کا مطالبہ کیا جیسا کہ متی کی انجیل باب ۱۲ آیت ۳۸، ۳۹ میں مرقوم ہے۔

"اس پر بعض فقیہوں اور فریسیوں نے جواب میں اس سے کہا اے مرشد ہم تجھ سے ایک نشانی دیکھنا چاہتے ہیں اس نے جواب میں ان سے کہا اس زمانے کے برے اور زناکار لوگ نشانی طلب کرتے ہیں مگر یوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔"

متی ۱۲ : ۳۸ - ۳۹

گو کہ اس کی روشنی میں آپ نے ان کی خواہش کو ماننے سے انکار کر دیا لیکن

بیشک اعمال کا دارو مدار نیّت پر ہے

یہیں انجیل کی حکایتیں پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بہت سے معجزات دکھائے۔

انجیل ایسے مافوق الفطرت واقعات سے بھری پڑی ہے جو خدا نے ان پیغمبروں کو عطا کئے تھے۔ حقیقت میں وہ تمام نشانیاں، مافوق الفطرت واقعات اور معجزات اللہ ہی کی طرف سے تھے لیکن وہ چونکہ انسانی کارندوں کے ذریعہ ظہور پذیر ہوتے تھے اس لئے ہم ان کو حضرت موسیٰ کے معجزات یا حضرت عیسیٰ کے معجزات کہہ کر بیان کرتے ہیں یعنی جن حضرات کے ہاتھوں وہ ظہور پذیر ہوئے۔

اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تقریباً چھ سو سال بعد ملک عرب کے شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔ جب آپ نے چالیس سال کی عمر میں اپنی بعثت کا اعلان کیا تو آپ کی قوم نے بھی بعینہٖ معجزات کا مطالبہ کیا جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کیا تھا۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ

اور وہ (کافر) کہتے ہیں کہ کیوں نہ اتاری گئیں اس شخص پر نشانیاں اس کے رب کی طرف سے

القرآن ۲۹: ۵۰

ان کے مطالبات کا عام انداز یہی تھا خاص طور پر انہوں نے کہا" وہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ آسمان تک ایک سیڑھی لگائیں اور ان کی انہیں آنکھوں کے سامنے اپنے خدا سے ایک کتاب لے آئیں" "تب وہ ایمان لائیں گے۔" انہوں نے کہا "یا وہ جو تم سامنے پہاڑ دیکھتے ہو اسے سونے کا بنا دیں" تب ہم ایمان لائیں گے" "یا اس صحرا میں ایک چشمہ پھوٹ نکالیں" "تب ہم ایمان لائیں گے۔"

اب آپ ان غیر سنجیدہ اور لغو مطالبات کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نرم اور شگفتہ ودلائل سماعت فرمائیے "کیا میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ واقعی میں ایک فرشتہ ہوں؟" "کیا میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ حقیقتاً میرے قبضہ میں اللہ کے خزانے ہیں؟" "میں تو اس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے وحی کیا جاتا ہے" اور مزید وہ نہایت موثر جواب سماعت فرمائیے جو آنحضرت صلعم نے اپنے خدا کی طرف سے ان کافروں کو دیا تھا۔

قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

کہہ دو (اے محمد صلعم) کہ (تمام) نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو حقیقتاً کھول کھول کر خبردار کرنے والا ہوں۔

القرآن ۲۹: ۵۰

مندرجہ ذیل آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن سے جواباً ایک خاص قسم کی نشانی یا معجزے کا ذکر کیا ہے یہ دراصل ان کے اس منافقانہ مطالبہ کے جواب میں ہے جو یہ اپنی احمقانہ اور کافرانہ ذہنیت کے تقاضہ کی وجہ سے کرتے تھے۔ قرآن کی طرف متوجہ ہوں

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

کیا ان کے لئے (یہ نشانی) کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ درحقیقت اس میں رحمت ہے اور نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

القرآن ۹: ۵۱

قرآن کے معجزانہ طرز بیان اور اس کے الہامی ہونے کے ثبوت میں

دو دلیلیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ کہ ہم (اللہ) نے یہ کتاب تم پر وحی کی حالانکہ تم بالکل لکھے پڑھے نہ تھے۔ ایک امی رسول۔ ایک ایسا شخص جو لکھ پڑھ نہیں سکتا جو کہ اپنے خود کے نام کے دستخط بھی نہیں کر سکتا۔ ہمیں تھامس کارلائل[1] THOMAS CARLYLE کی شہادت کو بھی دیکھنا چاہیے جو اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمی استعداد کے بارے میں بیان کی ہے۔

ONE OTHER CIRCUMSTANCE WE MUST NOT FORGET: THAT HE HAD NO SCHOOL LEARNING: OF THE THING WE CALL SCHOOL - LEARNING NONE AT ALL.

"ایک اور بات جسے ہمیں نہیں بھولنا چاہیے وہ یہ کہ انہوں نے کسی مدرسہ سے تعلیم حاصل نہیں کی ایک ایسی چیز جس کو ہم عرفِ عام میں درسی تعلیم کہتے ہیں۔ بالکل نہیں۔"

ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے کی تصدیق اللہ کی کتاب سے کرنے دیجئے (جس میں کہا گیا ہے) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو تصنیف نہیں کر سکتے تھے اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مصنف نہیں ہو سکتے۔

---

[1] THOMAS CARLYLE گذشتہ صدی کا عظیم مفکر جس نے ۱۸۴۰ء میں "برگزیدہ ہستیاں "ON HEROES AND HERO-WORSHIP" اور ان کی پرستش" کے عنوان سے متعدد خطبات دیئے۔

وَمَا كُنتَ تَتْلُوا مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ○

(اے نبی) تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے، اگر ایسا ہوتا تو اہل باطل شک میں پڑ سکتے تھے۔

القرآن ۲۹ : ۴۸

اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک تعلیم یافتہ شخص ہوتے اور لکھنے پڑھنے کے قابل ہوتے تو ان سطحی اور چھچھورے لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دعوے پر کہ یہ قرآن خدا کا کلام ہے شک کرنے کا ضرور موقع مل جاتا اور وہ بازاری اجتماعات میں اس کا پروپیگنڈہ کرتے اور در پردہ الزام تراشی کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اغلباً یہودیوں یا عیسائیوں کی کتابوں سے نقل کر لیا ہوگا یا یہ شاید ارسطو اور افلاطون کے فلسفوں کے مطالعہ کا نتیجہ ہوگا یا توراۃ زبور اور انجیل سے اخذ کر لیا ہوگا اور پھر ان سب کو کاٹ چھانٹ کر ایک عمدہ پیرائیہ زبان میں ادا کر دیا ہوگا اور اس طرح ان کے اس کہنے میں کچھ وزن ہوتا۔ اور ان کم مایہ لوگوں کے پاس ایک نکتہ ہوتا۔ لیکن ان توہم پرست اور منکرینِ حق کے اس کمزور اعتراض کی بھی نفی ہوگئی اور یہ اعتراض ان کو ذرا سا بھی سہارا نہ دے سکا۔

۲۔ یہ کتاب ! ہاں یہ کتاب فی نفسہ اپنی تصدیق خود کرتی ہے کہ یہ منجانب اللہ ہے اس کو کسی بھی زاویہ سے مطالعہ کریں، جانچیں یا پرکھیں اس کا خالق متشککین کو للکار کر کہتا ہے۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ○

"بھلا یہ لوگ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے اور اگر یہ خدا کے سوا کسی اور کا کلام ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔"

القرآن ۴:۸۲

کوئی مصنف جو بشریت سے متصف ہو اپنی تعلیمات پر تیئس سال تک استقامت برقرار نہیں رکھ سکتا زندگی کے متضاد انقلابات میں سے گذر کر آدمی کے لئے اپنے بہت سے خیالات میں مناہمت، تبدیلی اور ساتھ ہی ساتھ قطع و برید کا عمل ناگزیر ہو جاتا ہے اور خیالات کی یکسانیت قائم نہیں رہتی۔ جیسی استقامت قرآن کے تمام تر پیغام میں شروع سے آخر تک موجود ہے۔ تو پھر کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ان منکرین حق کے اعتراضات اپنی صحیح سمجھ اور عادلانہ تخیلات کے برعکس کٹ حجتی اور محض مخالفت کے آئینہ دار ہوں۔

بار بار جب بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات کا مطالبہ کیا گیا آپ قرآن کا ـــ جو وحی آسمانی ہے ـــ حوالہ دیتے تھے کہ اللہ کا کلام (یعنی قرآن) ہی معجزہ ہے۔ معجزوں کا معجزہ ـ اور وہ لوگ جو سمجھدار ہیں، اہل علم ہیں اور فطرتاً صاحب بصیرت ہیں اور خود سے دیانت دار واقع ہوئے ہیں انہوں نے قرآن کو ایک حقیقی معجزے کے طور پر تسلیم اور قبول کر لیا۔ قرآن کہتا ہے۔

بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ
وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ۝

"بلکہ یہ روشن آیتیں ہیں جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے ان کے سینوں میں محفوظ ہیں اور ہماری آیتوں سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو ہٹ دھرم ہیں۔" القرآن ۲۹:۴۹

دوسرا باب

قرآنی الہامات کا سائنسی ثبوت

آج دنیا میں تقریباً نوے کروڑ مسلمان ہیں جو بلا خوف تردید اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور یہ ایک معجزہ ہے۔ اور وہ ایسا کیوں نہ مانیں جبکہ کٹر دشمن بھی اللہ کی اس معجزانہ کتاب کو خراج عقیدت پیش کرتے رہے ہیں۔ ریورانیڈ آر۔ بوس ورتھ اسمتھ REV. R. BOSWORTH SMITH اپنی کتاب "محمد اور اسلام" "MOHAMMAD AND MOHAMADANISM" میں قرآن کے بارے میں اپنے خیال کا اظہار کرتا ہے۔

"A MIRACLE OF PURITY OF STYLE, OF WISDOM AND OF TRUTH"

"اپنے اسلوب کی پاکیزگی، حکمت اور صداقت کا معجزہ"

دوسرا انگریز A.I. ARBERRY اے۔ آئی۔ آربیری قرآن کے اپنے ترجمہ کے دیباچہ میں لکھتا ہے۔

"WHENEVER I HEAR THE QURAN CHANTED, IT IS AS THOUGH I AM LISTENING TO MUSIC UNDERNEATH THE FLOWING MELODY THERE IS

"SOUNDING ALL THE TIME THE INSISTENT BEAT OF A DRUM, IT IS LIKE THE BEATING OF MY HEART".

"جب بھی میں قرآن کی دل آویز اور پرکشش تلاوت سنتا ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا میں کوئی موسیقی سن رہا ہوں اور یہ کہ اس آہنگ کی روانی کے پورے دورانیہ میں نقارہ کی مسلسل تھاپ کا سماں معلوم ہوتا ہے جیسے کہ گویا یہ میرے دل کی دھڑکن کی طرح ہو۔"

ان الفاظ سے اور اس کے پورے دیباچہ کے متن سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا کہ وہ ایک مسلمان ہے لیکن (افسوس) اس کا انتقال ایک عیسائی کی حیثیت سے ہوا۔

اسی طرح ایک دوسرے برطانیہ نژاد مارماڈیوک پکھتال MARMADUKE PICKTHAL قرآن کے اپنے ترجمہ کے پیش لفظ میں بیان کرتے ہیں

"THAT INIMITABLE SYMPHONY, THE VERY SOUNDS OF WHICH MOVE MEN TO TEARS AND ECSTASY

"اس میں بے مثال سرود و ہم آہنگی ہے جس کا آہنگ آدمی پر اشکباری اور وجد و انبساط کی کیفیت طاری کر دیتا ہے۔"

اس شخص نے قرآن کا ترجمہ کرنے سے پہلے اسلام قبول کیا اور ہم اس

پوزیشن میں نہیں ہیں کہ اس بات کی تصدیق کر سکیں کہ انہوں نے یہ کیفیات اسلام میں داخل ہونے سے پہلے محسوس کیں یا بعد میں۔ کچھ بھی ہو دوست اور دشمن یکساں اس آخری وحی الٰہی (قرآن) پر بے لاگ خراج ہائے عقیدت پیش کرتے رہے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عصروں نے اس پیغام کا شرف و عظمت، اثر پذیری اور تسخیر کن کیفیات کو محسوس کر کے اسلام قبول کیا۔ تمام صد آفتوں اور خراج ہائے عقیدت کے باوجود منکرین اور ذہنی پراگندی میں مبتلا لوگ یہی کہیں گے کہ یہ تمام معروضی احساسات ہیں اور اسی کے ساتھ وہ اس آڑ میں بھی پناہ لیں گے کہ وہ عربی سے نابلد ہیں۔ اور یہ کہ جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے اور جو میں محسوس کرتا ہوں وہ تم محسوس نہیں کرتے تو پھر میں یہ کس طرح جانوں کہ خدا موجود ہے اور یہ کہ اس نے ہی اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں قرآن کے اس حسین پیغام کو وحی کیا۔ وہ مزید کہے گا کہ میں قرآن کے حسن اور فلسفہ کا مخالف نہیں ہوں اور نہ ہی اس کی علمی اعلیٰ اخلاقیات سے۔ میں یہ ماننے کے لئے تیار رہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک سچے آدمی تھے اور انہوں نے انسانی بھلائی کے لئے بہت سی عمدہ نصیحتیں کی ہیں لیکن میں اس بات کو نہیں مان سکتا جس کا تم مسلمان دعویٰ کرتے ہو، یعنی اس پیغام کی مافوق الفطرت الہامی حیثیت کا۔

اس قسم کے ہمدرد اور متشکک ذہنیت رکھنے والوں کے لئے اس کتاب یعنی قرآن کے خالق نے ان شبہات کو دور کرنے کے لئے بہت سے دلائل دیئے ہیں۔ منکرینِ خدا، دھریئے اور توہم پرست جو سائنسی علوم کی وافر معلومات رکھتے ہیں اور جو خود کو بڑے دانشور سمجھتے ہیں ان کے لئے اتنا کہنا کافی ہے کہ وہ حقیقتاً ذہنی طور پر پستہ قد ہیں اس بونے کی مانند جس نے اپنی کسی خاص صلاحیت

کو دوسری صلاحیتوں سے زیادہ ترقی دے لی ہو یا جیسے ایک لاغر منحنی اور
ناتواں جسم پر ایک غیر معمولی بڑا سر۔ خالق اکبر اس سے سوال کرتا ہے......

اس سے پہلے کہ ہم اللہ کا سوال اس کے سامنے پیش کریں مجھے اپنی جستجو کی
طرف سے خود کو مطمئن ہونے دیں، اے علمائے سائنس جنہوں نے علم ہیئت کا
مطالعہ کیا ہے اور جنہوں نے اپنی دوربینوں سے اس کائنات کا جائزہ لیا ہے
گویا کہ وہ کسی ایسی چیز کا جائزہ لے رہے ہوں جو ان کی ہتھیلی پر ہوں مجھے بتاؤ یہ
کائنات کس طرح وجود میں آئی۔ یہ سائنس دان جو روحانی بصیرت سے کورے
ہیں اس کے باوجود وہ اپنے علم کا بڑی فیاضی کے ساتھ اظہار کریں گے۔ وہ
بلا تامل جواب دیں گے۔ "اچھا سنو" وہ شروع کریں گے "کروڑوں سال ہوئے
ہماری کائنات مادہ کا ایک واحد گولا تھی۔ مادہ کے اس بڑے گولے کے مرکز
میں ایک بڑا دھماکہ ہوا اور بڑے بڑے ٹکڑے ہر سمت میں اڑنے لگے۔ اس
بڑے دھماکے کے نتیجے میں ہمارا نظام شمسی وجود میں آیا اور ساتھ ہی بہت سی
کہکشائیں بھی۔ اور چونکہ خلا میں کوئی مدافعت نہ تھی اس لئے اس اولین حرکت
سے جو اس پہلے دھماکے سے وجود میں آئی، ستارے اور سیارے اپنے مداروں
پر گردش کرنے لگے ہماری کائنات ایک وسعت پذیر کائنات ہے کہکشائیں
بڑی تیز رفتاری سے ہم سے پیچھے ہٹ رہی ہیں اور جب وہ ایک مرتبہ روشنی
کی رفتار کو پہنچیں گی تو ہم ان کو دیکھ بھی نہ سکیں گے۔ ہمیں جلد از جلد، بڑی سے
بڑی، اور بہتر سے بہتر دوربینیں ایجاد کرنا ہوں گی تاکہ ہم ان مناظر کا مطالعہ کر
سکیں۔ اگر ہم ایسا نہیں کر سکے تو ہمیں اس سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔" ہم نے
ان سے پوچھا "تم نے ان پریوں کی کہانی کو کب دریافت کیا؟" ہمارے دوستوں
نے جواب دیا "نہیں! یہ پریوں کی کہانی نہیں ہے بلکہ سائنسی حقیقتیں ہیں۔"

"چلئے آپ جو حقائق بیان کر رہے ہیں ہم ان کو مانے لیتے ہیں لیکن آپ یہ بتائیں
کہ آپ ان حقائق سے کب ٹکرائے؟" "ابھی کل ہی۔" انہوں نے جواب دیا۔
نوع بشر کی زندگی میں پچاس سال کل ہی کے برابر ہوتے ہیں۔ ایک ناخواندہ
عرب صحرا میں رہ کر آج سے چودہ سو سال پہلے تمہارے اس بڑے دھماکے
اور اس سے پھیلنے والی کائنات کے علم سے ہرگز واقف نہیں ہو سکتا تھا" کیا وہ
واقف ہو سکتا تھا؟" ہم نے پوچھا۔ "نہیں قطعی نہیں۔" اس نے بڑی شیخی بگھارتے
ہوئے کہا۔ اچھا اب سنو وہ جو اس نے اپنے خدا کی وحی کے مطابق کہا ہے۔

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ
كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا

کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے
تھے تو ہم نے ان کو جدا جدا کر دیا۔

القرآن ۲۱: ۳۰

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝

اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند بنائے
سب ایک ایک فلک پر تیر رہے ہیں۔

القرآن ۲۱: ۳۳

کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہ الفاظ خاص طور پر تم سائنسدان، جغرافیہ دان اور
ہیئت دان سے خطاب کے لئے استعمال کئے گئے ہیں جو حیرت انگیز
دریافتیں کرکے اور ان دریافتوں کو نسل انسانی تک پہنچانے کے باوجود ابھی
تک ایسے بے بصیرت ہیں کہ اس کے خالق کو نہیں پہچانتے۔

"ہم اپنی ان تجربہ گاہوں میں سائنس اور دائرۃ المعارف،
(ENCYCLOPAEDIA) کے زعم میں خدائے پاک کو بھول جاتے ہیں۔"
تھامس کارلائل کہتا ہے "کیا آج سے چودہ سو سال پہلے صحرا کے ایک ساربان
پر تمہارے یہ حقائق روشن ہوئے تھے ہاں ہوئے تھے لیکن یہ حقائق اس بڑے
دھماکے کے خالق کی وحی کے ذریعہ سے۔"

اور تم اے حیاتیات کے ماہرین جن کی انگلیاں نامیاتی زندگی کے تمام
انکشافات پر رکھی ہوئی ہیں اس کے باوجود تم زندگی کے منبع یعنی خدا کے وجود
ہی سے اس بے باکی کے ساتھ انکار کرتے ہو۔ تو تم اپنی اس شیخی خوراد تحقیق
کے حوالہ سے مجھے بتاؤ کہ اس زندگی کا آغاز کہاں سے ہوا؟ اپنے ان منکرین
حق کی طرح علم ہیئت کا ماہر بھی یوں شروع کرے گا۔
"دیکھئے کروڑوں سال گذرے دنیا کے دورِ اولین کے مادہ نے سمندر
میں مادہ حیات بنانا شروع کیا جس کے نتیجے میں امیبا AMOEBA (پانی
کی ابتدائی ذی روح) بنا اور اس گاڑھے مادہ (کیچڑ) سے سمندر میں تمام
جاندار بنے۔ مختصراً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حیات پانی سے پیدا ہوئی۔" اور
تم اس حقیقت سے کب آشنا ہوئے کہ تمام جاندار اشیاء پانی سے پیدا
ہوئی ہیں۔" اس کا جواب وہی ہوگا جو اس ہیئت دان نے دیا تھا۔
"کل"۔ "کوئی اہل علم، کوئی فلسفی یا شاعر یہ گمان بھی کرسکتا ہے کہ تمہارا یہ انکشاف
چودہ سو سال پرانا ہے۔ بولو کیا خیال ہے"۔ ہمارے ماہر حیاتیات بھی
ہیئت دانوں کی طرح اسی زورِ خطابت سے کہیں گے۔ "نہیں کبھی نہیں"
اچھا اب آپ اس ناخواندہ فرزندِ صحرا کی زبان سے ارشادِ ربانی سنیئے۔

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۚ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ۝

"اور ہم نے تمام جاندار پانی سے بنائے ہیں کیا یہ لوگ ایمان نہیں لاتے"

القرآن ۲۱: ۳۰

تمہارے لئے اس بات کو ذہن نشین کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی کہ
اس قادر مطلق، عالم کل، خالق کائنات کے یہ الفاظ تمہارے آج کے تشکک کے
جواب میں تم ہی جیسے صاحبان علم کو تخاطب کے لئے استعمال کئے گئے ہیں۔ ان
کا حقیقی فہم تو ان صحرانشینوں سے بھی کم ہے جو چودہ سو سال پہلے گذرے ہیں۔
کتاب (قرآن) کا بھیجنے والا تو تم جیسے ماہرین سائنس کے لئے دلائل پیش کررہا ہے
تو پھر تم کس طرح اس خدا پر ایمان نہیں لاؤ گے۔ تمہیں تو اس کے وجود کے
منکرین میں آخری آدمی ہونا چاہیئے تھا جبکہ تم اس کے وجود کے منکرین میں اول ہو!
تمہیں کس بیماری نے آن لیا ہے۔

اور ماہرین نباتات، حیوانیات وطبیعات باوجودیکہ اشیاء کی ماہیت
میں محیر العقول بصیرت رکھتے ہیں اس خالق عظیم کو ماننے سے انکار کرتے ہیں
ان کو خدا کے ترجمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ادا کئے ہوئے
ان کلمات پر توجہ دینی چاہیئے۔

سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ
الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ۝

پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کئے خواہ
وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود ان کی اپنی جنس، یعنی
نوع انسانی میں سے یا ان اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک بھی
نہیں۔

القرآن ۳۶: ۳۶

اللہ کے کلام کی یہ آیتیں اپنی تشریح آپ ہیں۔ قرآن کے قاری نے

ہر نئی دریافت میں خدا کی غیر متزلزل آیات کا مشاہدہ کیا ہے جو انسانوں نے
کی ہیں ۔ یہ آیات اور معجزات اس رحمٰن و رحیم خدا کی طرف سے ہیں جو شکوک
کو رفع کرنے والا اور ایمان کو تقویت دینے والا ہے ۔

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلۡعٰلِمِیۡنَ ۝

یقیناً دانشمندوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں

القرآن ۳۰ : ۲۲

یہ کیسی ستم ظریفی کی بات ہے ! یہ اہلِ علم ہی ہیں جو دراصل باغی ہیں ۔
ان کو اِن کے وافر مادی علم نے مغرور کر دیا ہے وہ اس حقیقی انکساری سے
عاری ہیں جو ہر صحیح علم رکھنے والے کے پاس ہونی چاہیئے ۔

تیسرا باب

کتاب مقدس کی حقانیت

گذشتہ باب میں بیان کئے گئے معجزات جو اللہ کی کتاب قرآن مجید
میں ہیں وہ تو ماضی کے لوگوں کے لئے تھے ۔ لیکن آج کے بارے میں کیا ہے؟
آج جو سائنسی معجزات کا عہد[1] ہے ۔ یہ برقی کمپیوٹر جو پیٹ کی بجائے انسان
کے ذہن کی پیداوار ہے اس کمپیوٹر کے ذریعہ ہم نے اتفاق سے قرآن کے
ایک نئے پہلو کا انکشاف کیا ہے جس نے "کتاب اللہ" کو تخلیق کا قطعی اور
آخری معجزہ بنا دیا ہے ۔ معجزے کی آسان ترین تعریف یہ ہے "ایک ایسا
عمل جو انسانی طاقت سے ماورا ہو" ہم کس طرح ہر ملحد ہر کافر ہر عیسائی
اور ہر کمیونسٹ کو اس کے پورے اطمینان کے ساتھ یہ بات باور کرا سکتے
ہیں کہ قرآن ہی اللہ کا کلام ہے اور یہ کہ یہ معجزوں کا معجزہ ہے ! ہمیں ریاضی
کے ذریعہ قطعی سائنس کے ساتھ انہیں یقین دلانا پڑے گا کیونکہ ریاضی کبھی کسی
کے ساتھ جانب داری روا نہیں رکھتی اور اس کی اپیل اور زبان عالمگیر ہوتی ہے ۔
قرآن کا اعجاز دیکھئے کہ اس کو محسوس کرنے ، چھونے اور جانچنے کے لئے
کسی امریکی ، چینی ، روسی ، افریقی یا ایشیائی کے لئے قرآن کی زبان عربی کا جاننا

---

[1] دیکھئے ٹائم میگزین ۲۰ فروری ۱۹۷۸ء

یا اس پر عبور حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔ لازمی شرط صرف یہ ہے کہ اس کے پاس دیکھنے کے لئے آنکھیں ہوں اور کم از کم ۱۹ (۱۰+۹) تک گننے کی استعداد ہو۔

اس قطعی اور آخری معجزے کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے ہمیں قرآن کی ابتدائی آیات سے شروع کرنا ہوگا۔ ہم یہ تو جانتے ہی ہیں کہ قرآن جیسا کہ وہ آج ہے اس کی ایک روایتی ترتیب ہے جس کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے پہلے اپنی بلاواسطہ ہدایت سے مرتب کرا دیا تھا جبکہ اس کے نزول کا تاریخ وار سلسلہ مختلف ہے۔ پورا قرآن ایک وقت میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا تھا، وقتی ضرورت کے مطابق جیسے آج کل تبصرے، مقامی خبریں اور خبری جھلکیاں ہوتی ہیں۔

ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی وحی یاد ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہر مکہ کے شمال میں کوئی تین میل کی دوری پر ایک غار میں تھے۔ وہ ماہ رمضان کی ۲۷ تاریخ تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک اس وقت چالیس سال کی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت غار میں موجود تھے جہاں کبھی تنہا اور اکثر اپنی عزیز اہلیہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے ہمراہ مراقبہ فرمایا کرتے تھے لیکن آپ اس وقت وہاں تنہا تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں فرشتوں کے سردار حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھا جنھوں نے آپ کو آپ کی مادری زبان میں کہا پڑھو (اقرا)۔ اپنی پہلی ملاقات میں حضرت جبریل علیہ السلام نے سورہ علق کی پانچ آیتیں تلاوت کرائیں جو کہ اب قرآن کی ۹۶ ویں سورۃ ہے۔

پہلی وحی۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ
الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝
الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝

پڑھو (اے نبی) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا، جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔

القرآن ۹۶ : ۱ - ۵

خدا نے آپ کو اپنا رسول منتخب کر لیا تھا لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ کوئی مسند فضیلت یا تقریب خرقہ پوشی نہ تھی۔ آپ اتنی بھاری ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے کے لئے تیار نہیں تھے۔ وہ جلدی سے گھر پہنچے تاکہ اپنی محبوب بیوی سے یقین اور تائید حاصل کریں۔ آپ فکرمند تھے کہ اب کیا کیا جائے۔

جیسے ہی آپ کی ابتدائی پریشانی دور ہوئی آپ نے اس پیغام پر غور کرنا شروع کیا جس سے مزید ذوق اور اشتیاق بڑھا۔ اس پہلی وحی کے بعد ایک طویل وقفہ ہوا اور اسی دوران آپ نے خدا اور ایک ارفع و اعلیٰ اور معزز زندگی کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ لوگوں کی زبانوں نے تمسخر کرنا شروع کر دیا۔ یاوہ گوؤں نے چپکے چپکے یہ پھیلانا شروع کر دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجنوں یا سحر زدہ ہیں۔ اس الزام کے جواب میں جبریل علیہ السلام کی دوسری آمد پر مزید آیات نازل کی گئیں جو اب قرآن شریف کی

۶۸ ویں سورۃ القلم کا حصہ ہیں۔

دوسری وحی

۱۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ ۲۔ مَآ اَنْتَ
بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ ۳۔ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا
غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ ۴۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝

ن۔ قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جسے لکھنے والے لکھ رہے ہیں تم اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں ہو اور یقیناً تمہارے لئے ایسا اجر ہے جس کا سلسلہ کبھی ختم ہونے والا نہیں اور بے شک تم اخلاق کے بڑے مرتبہ پر ہو۔

القرآن ۶۸ : ۱-۴

اس اہم موقع پر میں اپنے قارئین کی توجہ اس وحی کی صرف دوسری آیت کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝

(اے محمد) تم اپنے پروردگار کے فضل سے دیوانے نہیں ہو۔

القرآن ۶۸ : ۲

اس آیت میں قادر مطلق نے منکروں کے الزامات کا مسکت جواب دیا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک سلیم العقل اور فہیم ہستی تھے لیکن لوگوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ ہر سچائی کو کذب اور ہر دانائی اور حکمت کو دیوانگی سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان کے عظیم پیشرو عیسیٰ علیہ السلام بھی اپنے دشمنوں کے ایسے الزامات سے نہیں بچ سکے۔ نیچے ذیل میں درج عبارت عیسائیوں کی انجیل

میں ملتی ہے۔

"ان میں سے بہتیرے تو کہنے لگے کہ اس میں بدروح ہے اور وہ دیوانہ ہے۔ تم اس کی کیوں سنتے ہو؟"

یوحنا ۱۰ : ۲۰

آپ کے معتمد حواریوں نے بھی کبھی کبھی سوچا کہ مسیح علیہ السلام عقل سے عاری ہیں۔

"جب اس کے عزیزوں نے یہ سنا تو اسے پکڑنے کو نکلے کیونکہ کہتے تھے کہ وہ بے خود ہے۔ اور فقیہ جو یروشلم سے آئے تھے یہ کہتے تھے کہ اس کے ساتھ بعلزبول (شیطان) ہے اور یہ بھی کہ وہ بدروحوں کے سردار کی مدد سے بدروحوں کو نکالتا ہے۔"

مرقس ۳ : ۲۱-۲۲

باوجودیکہ اس اور ایسے ہی دوسرے معجزانہ کارناموں کے ہم سے کہا جاتا ہے کہ "کیونکہ اس کے بھائی بھی اس پر ایمان نہ لائے تھے۔"

یوحنا ۷ : ۵

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش قسمتی سے ایسے ناخوشگوار حالات سے سابقہ نہیں پڑا۔ ان کے اوّلین اور آخریں ایمان لانے والے بھی وہ تھے جو آپؐ کے بہت قریب اور بہت عزیز تھے اور وہ ان کو خوب اچھی طرح جانتے پہچانتے تھے۔

ہم اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ دوسری وحی (صفحہ ۵۲) ایک الزام کے جواب میں آئی تھی۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام کی تیسری آمد ہوئی اور اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ مزمل کی پہلی چند آیتیں وحی کی

گیس جواب قرآن کی ۷۳ ویں سورۃ ہے۔

تیسری وحی

۱۔ یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ ۲۔ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ

۳۔ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ۙ

۴۔ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؕ

۵۔ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ۝

اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو مگر کم، آدھی رات یا کچھ کم کرلو یا اس سے کچھ زیادہ بڑھا دو۔ اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ ہم تم پر ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں۔

القرآن ۷۳: ۱-۵

یہاں میں آپ کی توجہ صرف پانچویں آیت کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جہاں خدائے برتر نے کہا ہے۔

اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ۝

ہم عنقریب آپ پر ایک بھاری فرمان نازل کریں گے۔

القرآن ۷۳: ۵

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو خدا کے ایک منکسر مزاج بندے تھے ہر وہ کچھ جو وہ اپنے خدا سے حاصل کر رہے تھے عمدہ، خوبصورت، اہم اور وزنی تھا لیکن وحی نازل کرنے والے کو اپنے رسول کو حقیقتاً کوئی بہت ہی غیر معمولی احکام دینا تھے۔

اپنی چوتھی آمد پر حضرت جبریل علیہ السلام نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کو نصف سے کچھ زیادہ سورہ مدثر (آیت ۱ تا ۳۰) پہنچائی جو قرآن کی ۷۴ ویں سورۃ ہے اور جس کا اختتام تیس ویں آیت پر اس طرح ہوتا ہے۔

۳۰۔ عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ؕ

اس پر انیس (۱۹) (تعینات) ہیں۔

چوتھی وحی

۱۔ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ ۲۔ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ

۳۔ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ۪ۙ ۴۔ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۪ۙ

۵۔ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۪ۙ ۶۔ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۪ۙ

۷۔ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ؕ

اور آیت ۳۰ ۔ عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ؕ تک

اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے ۱ اٹھو اور خبردار کرو۔ ۲ اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو۔ ۳ اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔ ۴ اور گندگی سے دور رہو۔ ۵ اور احسان نہ کرو زیادہ حاصل کرنے کے لئے۔ ۶ اور اپنے رب کی خاطر صبر کرو۔ ۷ اچھا جب صور میں پھونک ماری جائے گی۔ ۸ وہ دن بڑا ہی سخت ہوگا۔ ۹ کافروں کے لئے ہلکا نہ ہوگا۔ ۱۰ چھوڑ دو مجھے اور اس شخص کو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا ۱۱ بہت سا مال اس کو دیا۔ ۱۲ اس کے ساتھ حاضر رہنے والے بیٹے دیئے۔ ۱۳ اور اس کے لئے ریاست کی راہ ہموار کی۔ ۱۴ پھر وہ طمع رکھتا ہے کہ میں اسے اور زیادہ دوں۔ ۱۵ ہرگز نہیں وہ ہماری آیات سے عناد رکھتا ہے۔ ۱۶ میں تو اسے عنقریب

ایک کٹھن چڑھائی چڑھواؤں گا۔ ۝۱۷ اس نے سوچا اور کچھ بات بنانے کی کوشش کی۔ ۝۱۸ تو خدا کی مار اس پر، کیسی بات بنانے کی کوشش کی۔ ۝۱۹ ہاں خدا کی مار اس پر کیسی بات بنانے کی کوشش کی۔ ۝۲۰ پھر لوگوں کی طرف دیکھا۔ ۝۲۱ پھر پیشانی سیکڑی اور منہ بنایا۔ ۝۲۲ پھر پلٹا اور تکبر میں پڑ گیا۔ ۝۲۳ آخر کار بولا یہ کچھ نہیں ہے مگر ایک جادو جو پہلے سے چلا آرہا ہے۔ ۝۲۴ یہ تو ایک انسان کا کلام ہے۔ ۝۲۵ عنقریب میں اسے دوزخ میں جھونک دوں گا۔ ۝۲۶ اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ دوزخ۔ ۝۲۷ نہ باقی رکھے نہ چھوڑے۔ ۝۲۸ کھال جھلس دینے والی۔ ۝۲۹ انیس کارکن اس پر مقرر ہیں۔ ۝۳۰

القرآن ۷۴: ۱ تا ۳۰

اب تک دی جانے والی وحی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ایک نشست میں آیات کا سب سے بڑا حصہ دیا گیا تھا۔ دراصل پہلی وحی کی پانچ آیتوں کو ان تیس آیات سے ملا کر ہم آہنگ کر دیا گیا۔ اگر وحی زیر تبصرہ سورۃ کی مزید ۲۶ آیات کو بھی اپنے احاطہ میں لے لیتی تو یہ سورہ مکمل ہو جاتی لیکن حضرت جبریل علیہ السلام نے ۷۴ ویں سورۃ کو ۳۰ ویں آیت پر ہی ختم کر دیا۔

چوتھا باب

بڑے ادیبوں کی تصدیق

سورہ مدثر کی آیت ۳۰ پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے یہ بات واضع ہوتی ہے کہ یہ تیسویں آیت ایک جواب بھی ہے یعنی یہ جواب ہے دوسرے الزام کا۔ ابتدا میں کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ ہونے کا الزام لگاتے تھے اب یہ دیکھتے ہوئے کہ لوگ آہستہ آہستہ لیکن یقینی طور پر آپ کی آواز پر لبیک کہہ رہے ہیں اور یہ کہ ان کے اپنے کچھ عزیزوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام قبول کرنا شروع کر دیا ہے اور یہ کہ کچھ ایمان لانے والے معاشرہ کے باعزت افراد ہیں انہوں نے دیوانگی کے الزام کو سحر زدگی کے الزام سے بدل دیا۔ وہ الزام دینے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی آیات کو خوش الحانی سے تلاوت کر کے لوگوں کو سحر زدہ کر رہے ہیں۔

اس نئے الزام سے عہدہ برآ ہونے سے پہلے مجھے اجازت دیجئے کہ میں تھامس کارلائل THOMAS CARLYLE کی شہادت کی نشاندہی کروں جو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دفع میں گذشتہ صفحات میں دی گئی تقریر میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ کافروں کے الزام کی تردید میں کی تھی۔

"FORGER AND JUGGLER? NO, NO! THIS GREAT FIERY HEART, SEETHING, SIMMERING LIKE A

GREAT FURNANCE OF THOUGHTS, WAS NOT A JUGGLER'S".

"جعل ساز، شعبدہ باز؟ نہیں ہرگز نہیں! اس عظیم ہستی کا پرسوز دل خیالات کی ایک بڑی بھٹی کی مانند گرما رہا تھا، اور دہک رہا تھا۔ وہ ایک شعبدہ باز ہرگز نہیں تھا"

مکّہ کے ضعیف الاعتقاد کافر جو ربانی ہدایت کو سمجھنے سے قاصر تھے وہ ان مردوں اور عورتوں پر جو اس سے پیشتر جانوروں کی سی زندگی بسر کرتے تھے اس کلام کے محیر العقول اثرات کو سمجھانے کے لئے جواز تلاش کر رہے تھے اور اسے جادو اور سحر سے تعبیر کر رہے تھے کیونکہ وہ اسی عہد، زمانہ اور ماحول کی پیداوار تھے۔

ان آیات (۷۴: ۲۴-۳۰) صفحہ ۵۵-۵۶ کو ان کے سیاق و سباق پر غور کرنے سے ہمیں معلوم ہوا کہ ہم نے اس کافرانہ الزام کو جو آیت ۲۴ میں ہے پہلے ہی نمٹا دیا ہے یعنی "یہ کچھ نہیں بلکہ جادو ہے"۔ لیکن وہ الزام جو سورۃ ۷۴ کی آیت ۲۵ میں ہے بہت سنگین ہے اور وہ بیماری جو کافروں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی وہ آج بھی اسلام کے غیر مسلم دوستوں، جو ہمدرد اور پرخلوص بھی ہیں، کے ذہنوں میں موجود ہے حتیٰ کہ تھامس کارلائل THOMAS CARLYLE بھی اس تعصب سے بری نہیں۔ تواتر کے ساتھ یہ بیماری یا انحراف قرآن کی تصنیف کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرنے کی وجہ سے ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ ہے کہ قرآن کے الفاظ آپؐ کو وحی کے ذریعہ ملتے ہیں لیکن دشمن کہتے ہیں کہ

اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝

یہ کچھ نہیں بلکہ بشر کا کلام ہے۔

القرآن ۷۴: ۲۵

دوسرے لفظوں میں کافر یہ کہتے ہیں کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جنہوں نے یہ قرآن لکھ لیا ہے۔ یہی ہیں جو اپنے کلام کو خدا کا کلام کہہ کر پیش کرتے ہیں۔ اور یہ کہ انہوں نے یہ کتاب خود تصنیف کر لی ہے یا خود گھڑ لی ہے یا اختراع کر لی ہے گویا جعل سازی کی ہے (نعوذ باللہ) نقل کفر، کفر نہ باشد) شاید انہوں نے گمان کر لیا ہے کہ آپؐ نے اس کتاب (قرآن) کو یہودیوں اور عیسائیوں کے ہاں سے نقل کر لیا ہے۔

اب مجھے اسلام کے ان غیر مسلم نقادوں کے شاندار خراج ہائے عقیدت پیش کرنے دیجئے جو دانستہ یا نادانستہ اس غلطی میں مبتلا ہیں کہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہوا ہے۔

۱۔ گبن GIBBON ایک جید تاریخ دان اپنی کتاب

"DECLINE AND FALL OF ROMAN EMPIRE"

"سلطنت رومہ کا زوال اور خاتمہ" میں اسلام اور قرآن پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔

"THE CREED OF MOHAMMAD IS FREE FROM THE SUSPICIONS OF AMBIGUITY, AND THE QURAN IS A GLORIOUS TESTIMONY TO THE UNITY OF GOD".

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلک ابہام کے شبہات سے پاک ہے اور قرآن خدا کی وحدانیت پر ایک شاندار دلیل ہے"۔

اور اس کے باوجود یہ بطل جلیل ایک کافر کی حیثیت سے مرا۔

۲۔ تھامس کارلائل THOMAS CARLYLE گذشتہ صدی کے عظیم

ترین مفکروں میں سے ایک مفکر اپنی کتاب "مشاہیر اور مشاہیر پرستی" HEROES AND HERO WORSHIP میں "نبی بحیثیت ہیرو" کے زیرِ عنوان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام پر پکار اُٹھا۔

THE WORD OF SUCH A MAN IS A VOICE DIRECT FROM NATURE'S OWN HEART. MEN DO AND MUST LISTEN TO THAT AS TO NOTHING ELSE. ALL ELSE IS WIND IN COMPARISON.

"ایسے شخص کا کلام ایک ایسی آواز ہے جو براہ راست فطرت کے اپنے دل سے نکلی ہوئی ہو۔ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ صرف یہی کلام سنیں۔ تمام دوسرے کلام اس کے مقابلے میں ہیچ ہیں۔"

دوسرے لفظوں میں یہ کہ جو کچھ بھی یہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ رہے ہیں ان کے مقابلہ میں باقی سب مہملات کے مانند ہیں۔ یہ عظیم مفکر بھی انگلستانی کلیسہ کے عیسائی کی حیثیت سے مرا۔

۳۔ ریویرنڈر۔ آر۔ بوسس ورتھ اسمتھ

ایک عیسائی مبلغ اپنی کتاب REVEREND R BOSWORTH SMITH MOHAMMAD AND MOHAMMEDANISM "محمد اور اسلام" میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے بارے میں یہ ماننے پر مجبور ہوا کہ

ILLITERATE HIMSELF, SCARCELY ABLE TO READ OR WRITE :

HE WAS YET THE AUTHOR OF A BOOK, WHICH IS A POEM, A CODE OF LAWS, A BOOK OF COMMON PRAYERS, AND A BIBLE-- ALL IN ONE. AND IS REVERENCED TO THIS DAY BY A SIXTH OF THE WHOLE HUMAN RACE AS A MIRACLE OF PURITY OF STYLE, OF WISDOM AND OF TRUTH IT IS THE ONE MIRACLE CLAIMED BY MOHAMMED, HIS STANDING MIRACLE HE CALLED IT, AND A MIRACLE INDEED IT IS!

"وہ خود امی تھا۔ مشکل ہی سے لکھ پڑھ سکتا تھا۔ اس کے باوجود وہ ایک کتاب کا مصنف ہے جو ایک نظم ہے، مجموعہ احکام ہے۔ عام دعاؤں کی ایک کتاب ہے ایک صحیفہ ہے اور یہ سب کچھ ایک ہی میں ہے۔ تمام موجود نسل انسانی کے چھٹے حصہ میں آج بھی واجب الاحترام ہے پاکیزگی اسلوب، حکمت اور صداقت کا ایک معجزہ۔ یہی ایک معجزہ ہے جس کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ کیا ہے۔ اس کا قائم معجزہ جیسا کہ اس نے کہا ہے اور حقیقتاً یہ ایک معجزہ ہے۔

اور اس کے باوجود وہ ایک مقلد تثلیث کی حیثیت سے مرا۔

۴۔ لا۔ مارٹن LA MARTINE فرانسیسی مورخ اپنی کتاب "HISTORY OF THE TURKS" "ترکوں کی تاریخ" میں لطور لب لباب ان الفاظ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شاندار خراجِ عقیدت پیش کرتا ہے۔

PHILOSOPHER, ORATOR, APOSTLE, LEGISLATOR, WARRIOR, CONQUEROR OF IDEAS, THE RESTORER OF RATIONAL BELIEFS, OF A CULT WITHOUT IMAGES, THE FOUNDER OF TWENTY TERRESTRIAL EMPIRES AND ONE SPIRITUAL EMPIRE -- THAT IS MOHAMMAD. WITH REGARDS ALL STANDARDS WHEREBY HUMAN GREATNESS MAY BE MEASURED WE MAY WELL ASK, 'IS THERE ANY MAN GREATER THAN HE?' NO MAN IS GREATER THAN HE! MOHAMMAD IS INDEED THE GREATEST"!

"فلسفی، مقرر، پیغمبر، قانون ساز، سپاہی، افکار کا فاتح، عقلی دلائل پر اعتماد بحال کرنے والا، بتوں سے پاک دین، بیس ارضی مملکتوں اور ایک روحانی مملکت کا بانی — یہ ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ تمام ان احتیاطی معیاروں کے ساتھ جس سے انسانی عظمت کو ناپا

جا سکتا ہے۔ ہم یہ پوچھ سکتے ہیں "کیا آپ سے بھی کوئی عظیم تر انسان ہو سکتا ہے؟

لا۔ مارٹن نے اس سوال کا اپنے سوال میں خود ہی جواب دے دیا ہے "کوئی شخص اِن سے عظیم تر نہیں" محمد صلی اللہ علیہ وسلم حقیقتاً عظیم ترین ہیں۔" اور اس کے باوجود یہ عالی مرتبت فرانسیسی اسلام کے دائرہ سے باہر ہی مرا۔

۵۔ جولس میسرمین JULES MASSERMAN ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا ماہر نفسیات ٹائم میگزین TIME MAGAZINE کی اشاعت بابت ۱۵ جولائی ۱۹۷۴ء کے حصہ خصوصی کے ایک مضمون "WHERE ARE THE LEADERS?" "ہادی کہاں ہیں" میں تاریخ کی متعدد بڑی شخصیات کا تجزیہ کرنے کے بعد نتیجتاً لیکن حتمی طور پر یہ اخذ کرتا ہے

"PERHAPS THE GREATEST LEADER OF ALL TIMES WAS MOHAMMAD"

"اغلباً محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام زمانوں کے عظیم ترین ہادی تھے۔"

زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ایک یہودی ہوتے ہوئے اس نے اپنے خود کے ہادی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو متصل دوسرے نمبر پر رکھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مہاتما گوتم بدھ کو اس نے اپنے معروضی معیار کے مطابق قدرے بہتر قسم کا ہادی قرار دیا ہے[1]

---

[1] اس پورے حوالہ کے لئے اور اس معیار کیلئے جو اس شکاگو یونیورسٹی کے پروفیسر نے اختیار کیا مہربانی فرما کر اس کتابچہ "WHAT THE BIBLE SAYS ABOUT MOHAMMAD" "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بائبل کیا کہتی ہے" کا مطالعہ فرمائیں۔

۶- مائیکل۔ ایچ۔ ہارٹ MICHAEL H. HART جو ایک امریکن
ہیئت دان، تاریخ دان اور ریاضی دان بیان کیا جاتا ہے اس نے ابھی
۵۷۲ صفحات کی ایک کتاب شائع کی ہے۔ جس کا نام "THE 100"
"THE TOP 100" "THE GREATEST 100 IN HISTORY"
"سو" "چوٹی کے سو" "تاریخ کے عظیم ترین سو" رکھا ہے۔ اس نے آدم
علیہ السلام سے لے کر آج تک کی تاریخی شخصیات مردوں اور عورتوں کا
تجزیہ کرنے کے بعد تاریخ کی ایک سو بہت زیادہ اثر انداز شخصیات کا انتخاب
کیا ہے۔ اس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ایک سو شخصیات میں
سب سے اونچا مقام دیا ہے اس کی اس فہرست کی عجیب بات یہ ہے کہ
اس نے اپنے نبی اور نجات دہندہ مسیح علیہ السلام کو تیسرے درجہ پر رکھا ہے۔

ہم متعدد دوسرے غیر مسلم روشن خیال حضرات جیسے جارج برنارڈ شا
GEORGE BERNARD SHAW جان ڈیون پورٹ
JOHN DAVENPORT مہاتما گاندھی وغیرہ کے ناموں کا اضافہ
کرسکتے ہیں جنہوں نے اللہ کے اولوالعزم پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
بے دریغ وافر خراج ہائے عقیدت نذر کئے یہ کہہ کر کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم
لاکھوں میں ایک تھے" "وہ تاریخ کی عظیم ترین شخصیت تھی" "وہ تمام مذہبی
شخصیات میں کامیاب ترین فرد تھے" اور یہ کہ "شاید قیامت تک دوسرا
اس کا ثانی پیدا نہیں ہوسکے گا" یہ اور اس جیسی بہت سی باتیں آپ کے
لئے صحیح ہیں۔ لیکن ان تمام خراج ہائے عقیدت نے مسلمانوں کے لئے ایک
مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔ "پھر یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کیوں نہیں
کرتے؟" "یہ اسلام کیوں قبول نہیں کرتے؟"

میرا یہ خیال تھا کہ یہ غیر مسلم ریاکار ہیں۔ لیکن میں نے ان کے متعلق غلط
فیصلہ کیا۔ قرآن کے جدید ترین انکشاف کی روشنی میں میں نے ان بڑے
لوگوں کے متعلق اپنا نقطہ نظر بدل لیا ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ مندرجہ بالا
کچھ لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیغمبروں اور رہنماؤں سے بلند تر مقام
پر رکھا تھا وہ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھے کیونکہ ان کے ذہنوں
کے پیچھے یہ یقین کارفرما تھا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جنہوں نے اسلام بنایا
اور یہ کہ یہی ہیں جو قرآن کے مصنف تھے۔ مندرجہ بالا لکھنے والوں میں سے بعض
نے صریحاً ایسا کہا اور بعض نے لطیف پیرائے میں کنایتاً کہا۔ لیکن مجموعی طور پر
ہر ایک یہ سمجھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی ان کی اپنی بشری ذہانت
کی وجہ سے تھی۔

تعریفوں کی اس فہرست میں جدید ترین مائیکل۔ ایچ۔ ہارٹ
MICHEL H. HART کی تعریف ہے یہ بات کہنے کے بعد کہ تاریخ
میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ بااثر شخصیت ہیں۔ دینی اور دنیاوی
دونوں میدانوں میں۔ اپنے مقالہ میں اس نے اپنے قطعی فیصلہ کو صحیح ثابت
کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایسا کرتے ہوئے اس نے اپنی کتاب کے ۳۹ ویں
صفحہ پر صاف صاف کہا ہے کہ اس کے اسلام قبول نہ کرنے کے تحت الشعوری
اسباب کیا ہیں۔

MOREOVER, HE IS THE AUTHOR OF THE
MOSLEM HOLY SCRIPTURES, THE KORAN:
A COLLECTION OF CERTAIN OF MOHUMMED'S
INSIGHTS THAT HE BELIEVED HAD BEEN

DIRECTLY REVEALED TO HIM BY ALLAH".

وہی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مسلمانوں کے صحیفہ مقدس "القرآن" کے مصنف ہیں۔ اس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بصیرت کے کچھ مجموعے ہیں جن کے متعلق آپ کا یہ یقین تھا کہ وہ براہ راست اللہ کی طرف سے ان پر وحی کئے گئے ہیں"۔

ان اقتباسات میں خط کشیدہ الفاظ پر غور کریں۔ مائیکل ایچ ہارٹ کے الفاظ "وہ مصنف ہیں" اور اوپر نمبر ۲ میں تھامس کارلائل کے الفاظ "ایسے شخص کا کلام" اور نمبر ۳ میں پادری بوس ورتھ اسمتھ کے الفاظ "اس کے باوجود وہ ایک کتاب کا مصنف ہے" اس طرح یہاں ان حضرات کے اسلام کو بحیثیت اللہ کے دین کو قبول نہ کرنے کی کڑیاں ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ نے آیت ۷۴:۲۵ میں منکروں کے الزام کو بیان کیا ہے "یہ کچھ نہیں سوائے بشر کے کلام کے" یعنی یہ کہ یہ قرآن ایک فانی انسان نے بنایا ہے۔

پانچواں باب

اس پر انیس ۱۹ تعینات ہیں

اس غلط مفروضہ کے جواب میں خالق قرآن (قادر مطلق اللہ) ایک سخت تنبیہ کا اعلان فرماتا ہے۔ "میں جلد ہی اس کو نار جہنم میں داخل کر دوں گا" اپنی اس تنبیہ کو اس آخری جملہ کے ساتھ ختم کرتے ہوئے "اس پر انیس ۱۹ تعینات ہیں"

۳۰۔ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ ۷۴:۳۰

دوسرے الفاظ میں اگر کوئی متنفس رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جھوٹے الزامات عائد کرتا ہے کہ آپ اس کتاب خدا کے مصنف ہیں تو ایسے شخص پر دوسری باتوں کے علاوہ انیس ۱۹ تعینات کر دیئے جائیں گے اور اس کو انیس سے نبٹنا ہوگا۔

یہ انیس کیا ہے؟

ماضی کے ہمارے ممتاز مفسرین نے بہت اچھے قیاسیات لگائے ہیں کہ اس انیس سے کیا مراد ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ ان انیس فرشتوں کی طرف اشارہ ہے جو دوزخ پر نگران ہیں۔ دوسروں نے کہا کہ یہ انیس انسان کی انیس مضر قوتوں کی طرف اشارہ ہے جبکہ اوروں نے اسے اسلام کے اہم ستونوں اور احکام الٰہی کی طرف اشارہ بتایا ہے (دیکھئے علامہ عبداللہ یوسف علی اور علامہ

عبدالماجد دریابادی کی تفاسیر) ۔ لیکن ہر مفسر نے اپنے اس قیاس کو اپنی اس تشریح پر ختم کیا ہے ”لیکن اللہ بہتر جانتا ہے۔“ ہمارے کسی مفسر نے بھی جسارت کے ساتھ یا بطور استدلال اس کا دعویٰ نہیں کیا۔ لیکن اللہ ہی بہتر طور پر کیوں جانتا ہے ۔ وجہ یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس کے عدد کے حقیقی مفہوم کی وضاحت نہیں کی۔ اگر آپؐ اس کی تشریح فرما دیتے تو قیاس کرنے کی کوئی وجہ نہیں رہ جاتی۔

انیس صرف ایک عدد ہے۔ عربوں کے نزدیک اس زیر بحث آیت کے وحی ہونے سے پہلے کیا معنی تھے ؟ اس کے معنی سوائے اس کے کہ ”دس جمع نو“ (۱۰ + ۹) اور کوئی مفہوم نہیں تھا۔ اس آیت کے وحی ہونے کے زمانے سے آج تک (چودہ سو سال میں) اس ۱۹ کے عدد کے کیا کوئی دوسرے معنی لئے گئے ؟ نہیں ! ۱۹ اب تک ۱۹ ہی رہا (۱۰ + ۹)۔

دنیا کی دوسری زبانوں میں مختلف اعداد اپنی عددی اقدار کے علاوہ مختلف چیزوں کے اضافی معنی بھی دیتے ہیں۔ اس کی ایک مثال[1] ۷۸۶ کا عدد ہے ۔

---

[1] عربی کے حروف تہجی کی عددی اقدار بھی مقرر کی گئی ہیں جن کو مختلف مواقع پر استعمال کیا جاتا ہے اور پوری عبارت کو اعداد میں منتقل کر دیا جاتا ہے جیسے بھی ۷۸۶ کا عدد جو بسم اللہ کا قائم مقام ہے۔ اس کو ”حساب جمل“ کہتے ہیں۔ آپ کی دلچسپی کے لئے ذیل میں تفصیل درج کی جاتی ہے۔

ابجد	اب ج د	ا = ۱ ، ب = ۲ ، ج = ۳ ، د = ۴
ہوز	ہ و ز	ہ = ۵ ، و = ۶ ، ز = ۷
حطی	ح ط ی	ح = ۸ ، ط = ۹ ، ی = ۱۰
کلمن	ک ل م ن	ک = ۲۰ ، ل = ۳۰ ، م = ۴۰ ، ن = ۵۰
سعفص	س ع ف ص	س = ۶۰ ، ع = ۷۰ ، ف = ۸۰ ، ص = ۹۰
قرشت	ق ر ش ت	ق = ۱۰۰ ، ر = ۲۰۰ ، ش = ۳۰۰ ، ت = ۴۰۰
ثخذ	ث خ ذ	ث = ۵۰۰ ، خ = ۶۰۰ ، ذ = ۷۰۰
ضظغ	ض ظ غ	ض = ۸۰۰ ، ظ = ۹۰۰ ، غ = ۱۰۰۰

جنوبی افریقہ میں کسی بچے سے دریافت کر لیجئے کہ ۷۸۶ کے کیا معنی ہیں اور وہ بغیر کسی جھجک کے جواب دے گا بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ جس کے معنی ہیں اللہ کے نام کے ساتھ جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔ ہم اس نتیجے پر کس طرح پہنچے ؟ اس کے لئے ایک تفصیلی وضاحت کی ضرورت ہے۔ مجملاً یہ کہ عبرانی اور عربی کے حروف کی ایک روایتی عددی قیمت بھی ہوتی ہے۔ اگر اوپر دی ہوئی آیت کے ہر حرف کی عددی قیمت کو جمع کر دیا جائے تو ان کا مجموعہ ۷۸۶ آتا ہے۔ ۷۸۶ اس طرح اس سورت کی ایک مختصر شکل یا علامت ہے۔

جنوبی افریقہ میں فلیٹس کے بڑے بڑے بلاکس میں جب ان مکانوں کو نمبر شمار دیئے جاتے ہیں اور ان کو ۱ ، ۲ ، ۳ سے شروع کیا جاتا ہے تو ۱۲ کے بعد ان کو ۱۲-A ، ۱۴ ، ۱۵ وغیرہ کر کے شمار کیا جاتا ہے۔ ۱اے۔۱۲ کیوں ؟ وہ ۱۳ کو کیوں چھوڑ دیتے ہیں ! کیا وہ نہیں جانتے کہ ۱۳ کس طرح لکھتے ہیں ؟ آپ ان سے یہ جواب پائیں گے کہ کچھ لوگ ضعیف الاعتقاد ہوتے ہیں اور وہ ایسے فلیٹ میں نہیں رہیں گے جس کا نمبر شمار ۱۳ ہو کیونکہ ان کا یہ خیال ہے کہ ۱۳ ایک منحوس نمبر ہے۔ تو اس کے بارے میں کیا ہے اگر جمعہ ۱۳ تاریخ کا ہو! اوہ! یہ تو بد قسمتی پہ بد قسمتی ہوگی۔ دوہری بد قسمتی۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں ایک اصطلاح ہے ”تیسرا درجہ“ "RD DEGREE" جس کے معنی جسمانی اذیت ! اور کسی کٹر عقیدہ کے عیسائی سے دریافت کریں ۶۶۶ کیا ہوتا ہے ؟ آپ کو یہ بتایا جائے گا کہ ”یہ قابل نفرت آدمی کا نشان“ ہے۔ اس نے یہ خیال بائبل سے اخذ کیا ہے۔ اگر ہندوستان اور پاکستان میں تم کسی کو یہ کہنا چاہو کہ وہ بد چلن ہے ، جیب کترا ہے ، دھوکے باز ہے ، یا ایک عام نوسر باز ہے تو تمہیں ایک عدد ۴۲۰ اپنے منہ سے کہنا پڑے گا کیونکہ اس قسم کے

جرائم دفعہ ۲۰۔۴ انڈین پینل کوڈ جس کو پاکستان نے وراثتاً اپنا لیا ہے، کے دائرہ میں آتے ہیں۔ اسی طرح دنیا کی زبانوں میں مختلف اعداد ہیں جو اپنی عددی قیمت کے علاوہ دوسرے مفاہیم بھی ادا کرتے ہیں۔

کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ گو مسلمان اس آیت "اس پر ۱۹ تعینات ہیں" کو چودہ سو سال سے دوہرا رہے ہیں تاہم اس کو کوئی دوسرے معنی نہیں پہنائے گئے۔ قرآن کا یہ عدد ۱۹ ہر قسم کی آلودگی سے پاک رہا۔ ۱۹، اب بھی ۱۹ ہی ہے۔

یہ عدد چونکہ اس الزام کے جواب میں دیا گیا تھا کہ "یہ کتاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھی ہے۔" لیکن اس کا حقیقی خالق جو قادر مطلق ہے جانتا تھا کہ یہ ۱۹ حقیقتاً کس چیز پر دلالت کرتا ہے۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن خود تصنیف کیا ہوتا تو اس صورت میں آپؐ کو قطعیت کے ساتھ معلوم ہوتا کہ وہ کس کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔

ہم اس حقیقت سے واقف ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ادا کرایا گیا ہے۔ یہی وہ بات ہے جس کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ کر رہے ہیں اور یہی وہ ہے جس کی قرآن تصدیق کرتا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝

وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے یہ تو ایک وحی ہے جو ان پر نازل ہوئی ہے۔ انہیں زبردست قوت والے نے تعلیم دی ہے۔

القرآن ۵۳ : ۳-۵

اور انہیں بار بار لوگوں سے یہ کہنا پڑا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

"(اے محمد) کہو کہ میں تو ایک انسان ہوں تم ہی جیسا میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے۔"

القرآن ۱۸ : ۱۱۰

اس بات کو پوری طرح تسلیم کرتے ہوئے اور یقین کرتے ہوئے، جیسا کہ ہم سب مسلمان کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو قرآن کا ایک لفظ لکھا اور نہ بدلا لیکن اس کے باوجود ہم اپنے ان ہمدرد نقادوں کے ساتھ ایک لمحہ کے لئے اتفاق کرتے ہوئے (برائے بحث کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی قرآن لکھا ہے) بہت جلد یہ بات ثابت کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے کہ قرآن خالق کائنات کا آخری معجزہ ہے جو آدمی کے حاشیہ خیال میں آنے سے مطلقاً ماورا ہے۔

قرآنی وحی کے تاریخ وار مطالعہ سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ سورہ مدثر کی ۳۰ویں آیت آخری آیت ہے جو حضرت جبریل امین نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی چوتھی آمد پر دی تھی۔ جبریل امین یہاں ٹھہر کر بجائے اس کے کہ سورۃ کی باقیماندہ ۲۶ آیتیں اور پہنچاتیں تاکہ سورۃ مکمل ہوتی انہوں نے سورۃ ۹۶۔ جو پہلی وحی تھی، کی باقی ماندہ آیات تلاوت فرمائیں۔ اس کے بعد آپؐ کو مزید ۱۴ آیات تلاوت کرائی گئیں۔ پہلی وحی کے موقعہ پر صرف ۵ آیات تلاوت کرائی گئی تھیں جس میں اب مزید ۱۴ آیات کا اضافہ کیا گیا۔ اس طرح یہ کل کتنی آیات ہو گئیں؟ اس کا جواب ۱۹ ہے۔ یہ کیسے ہوا کہ مندرجہ بالا وحی میں انیس کا عدد کہنے کے فوراً بعد ایک سورۃ ۱۹ آیات سے پوری ہو گئی۔ متشککین اغلباً یہ جواب دیں گے کہ یہ محض اتفاق تھا۔ اتفاقات ہوتے ہی رہتے ہیں۔ ہم ان کی یہ بات مان لیتے ہیں۔

لیکن کیا آپ یہ بات جانتے ہیں کہ پہلی وحی کی (۹۶: ۱-۵) پہلی پانچ آیات میں ٹھیک ۱۹ الفاظ ہیں یعنی (۱x۱۹)۔ یہ کیونکر ہوا۔ دوبارہ اتفاق! ان ۱۹ الفاظ میں ٹھیک ٹھاک ۷۶ حروف ہیں جو کہ ۱۹ کا حاصل ضرب ہے یعنی (۴x۱۹)۔ یہ کس طرح ہوا؟ اتفاق! اور یہ ۹۶ ویں سورت!! اگر ہم آخری سورۃ جو ۱۱۴ ویں ہے سے الٹی گنتی گننا شروع کریں یعنی ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱ علیٰ ہذا القیاس، تو جب ہم سورۃ ۹۶ پر آئیں گے ہمیں معلوم ہوگا کہ یہ آخری سورۃ سے ۱۹ ویں ہے۔ یہ کس طرح ہوا کہ یہ سورۃ جس میں ۱۹ آیات ہیں آخری سورۃ سے ۱۹ ویں مقام پر واقع ہو گئی۔ اتفاق ہی اس کا متوقع جواب ہے۔

وہ شخص جسے ایک کتاب لکھنا ہو اسے پہلے اپنے ذہن میں ایک خاکہ بنانا ہوگا۔ کوئی یہ نہیں کر سکتا کہ دو عشروں سے زیادہ عرصہ تک اپنے ذہن میں خاکہ بناتا رہے اور پھر ان تمام باتوں کو ایک کتابی صورت میں پیش کرنے کی کوشش کرے۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن خود لکھتے تو وہ پہلے کوئی خاکہ بنانے پر مجبور ہوتے جس طرح دوسرے کرتے ہیں۔ پس آپؐ خود سے کہتے کہ میں ایک بڑی ضخیم کتاب لکھنے جا رہا ہوں۔ اس کام کو مکمل کرنے میں میری زندگی کے ۲۳ سال صرف ہوں گے۔ میں اس کتاب کو ابواب میں تقسیم کروں گا تاکہ میرے پیروں کو مطالعہ اور حوالہ جات کے سلسلہ میں آسانی ہو۔ اور اب ہمیں یہ بھی فرض کرنے دیں کہ آپؐ نے ۱۱۴ ابواب کا فیصلہ کیا ہوگا۔ ۱۱۳ یا ۱۱۵ نہیں بلکہ ۱۱۴۔ لیکن ۱۱۴ ہی کیوں؟ کیونکہ یہ ٹھیک ٹھیک ۱۹ سے تقسیم ہو جاتا ہے (۶x۱۹) کیا انہوں نے یہ نہیں کہا کہ "میں ۱۹ کے عدد سے فیصلہ کر دوں گا جو مجھے قرآن کی تصنیف سے متصف کریگا" یہ کیونکر ہوا کہ قرآن میں ٹھیک ٹھیک (۶x۱۹) =

۱۱۴ سورتیں ہیں ہمارے نقاد اور رواقیینؔ[1] تو بس ایک ہی جواب دیں گے اتفاق! کیا ان کے ذخیرہ الفاظ میں اس کیفیت کے اظہار کے لئے کوئی دوسرا لفظ نہیں ہے۔ واضح طور پر ان کے پاس نہیں ہے۔ یہ انسان کی ذہنی بیماری کی دلیل ہے کہ جب وہ کسی واقع کی توجیح سے قاصر ہوتا ہے تو وہ ایک لفظ ایجاد کرتا ہے جس سے وہ خود کو دھوکا دیتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اس نے مسئلہ کو حل کر دیا۔ وہ ایک لفظ کی آڑ میں پناہ لیتا ہے۔ ایک منکر یہ جھوٹا الزام لگانے کے لئے تیار ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کتاب (قرآن) خود لکھ لی ہے لیکن وہ اس حقیقت کے اعتراف کے لئے تیار نہیں ہے کہ چودہ سو سال گذرے کہ ریگِ زارِ عرب کے ایک امی نے کاغذ اور قلم کے بغیر ایک ایسی کتاب پیش کی جس کے ثبوت کے لئے حسابی استدلال موجود ہے۔

ہم نے اب تک پانچ "اتفاقات" پر ٹھوکر کھائی ہے۔ منکرین چونکہ ابھی تک اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ امر محال کر دکھایا ہے۔ ہم ان سارے "اتفاقات" کو بڑی فراخ دلی کے ساتھ نظر انداز کرتے ہیں کیونکہ ہم اس فیاضی کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین سے اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بنیاد پر قرآن کا مصنف ہونا امر محال تھا۔ ہم اس مسئلہ پر اس لئے زور دے رہے ہیں کہ دشمنوں نے ایک الزام لگایا لیکن وہ اس پر قائم رہنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

دوست اور دشمن یکساں اس پر اتفاق کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صادق القول تھے۔ نبوت سے بہت پہلے آپؐ کے ہم وطن بے دین لوگوں نے آپؐ کو صادق الوعدہ الامین کے خطاب سے نوازا تھا یعنی وعدہ کو ایفاء

---

[1] فلسفہ کلبیہ کا پیرو جو دنیا اور اسباب عیش سے نفرت ظاہر کرتا ہے۔

کرنے والا، امانت دار، قابلِ اعتماد، دیانتدار ــــ اگر اس شخص ــــ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ــــ نے یہ کہا ہے ــــ "اس پر انیس تعینات ہیں"۔ "میں ۱۹ کے ساتھ فیصلہ کروں گا"۔ "۱۹ تم پر مسلط کر دیئے جائیں گے"۔ تو وہ اپنی اس تہدید کو یقیناً عملی جامہ پہنائیں گے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس حد تک اپنے اس وعدہ کو پورا کر سکیں گے۔

ہم فرض کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سے کہا ہوگا کہ میری کتاب قطعاً ایک منفرد کتاب ہوگی۔ اس سے پہلے نہ ایسی کتاب لکھی گئی اور نہ آئندہ کبھی لکھی جائے گی جس کی ترتیب ریاضی کی بنیاد پر ہوگی۔ میں ریاضی کا ایک ایسا پیچیدہ حفاظتی طریقہ اختیار کرنے جا رہا ہوں جس سے میری کتاب ہر قسم کی تحریف سے محفوظ ہو جائے گی۔ کوئی فرد نہ اس میں اضافہ کر سکے گا نہ کمی اور نہ کوئی بدنیتی سے پورے متن میں ایک لفظ کی بھی آمیزش کر سکے گا اور یہ پورا نظام ۱۹ کے عدد کی بنیاد پر ہوگا۔

۱۹ ہی کیوں؟ کیا یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ ہندسہ حساب لگانے میں سہل ہے؟ نہیں! یہ حساب و کتاب کے سلسلہ میں بڑا مشکل عدد ہے۔ اس کا کوئی تقسیم کنندہ نہیں ہے۔ اپنے نزدیکی عدد ۱۸ کے برخلاف جس کو ہم ۲، ۳، ۶، اور ۹ سے تقسیم کر سکتے ہیں اور اس کے نزدیکی عدد ۲۰ جس کو ہم ۲، ۴، ۵ اور ۱۰ سے تقسیم کر سکتے ہیں، ۱۹ نہ تقسیم ہونے والا عدد ہے یہ حساب میں عدد مفرد PRIME ہے اور اس طرح ایک منفرد ہندسہ ہے کیونکہ یہ "۱" سے شروع ہوتا ہے جو ہمارے نظامِ ریاضی میں کمترین درجہ کا عدد ہے اور ۹ پر ختم ہوتا ہے جو ہمارے نظامِ ریاضی میں سب سے بڑا عدد ہے یہ ہمارے نظامِ ریاضی کا ALPHA اور OMEGA معلوم

ہوتے ہیں۔ شاید محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۹ کا پہاڑا جانتے تھے اور میں یہ بات جانتا ہوں کہ EINSTEIN آئن سٹائن استاد ریاضی ۱۹ کا پہاڑا نہیں جانتا تھا! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس حد تک ۱۹ کا پہاڑا جانتے تھے؟ یہ ہمیں فرض کرنا پڑے گا کہ وہ حد انتہا تک اس کو جانتے تھے۔ جوں جوں ہم آگے بڑھیں گے ہم اس بات کو اور زیادہ معلوم کر لیں گے۔ یہ اس تناظر میں ہے اگر ہم اس بات پہ مصر رہتے ہیں کہ قرآن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی لکھا ہے۔

چھٹا باب

حسابیات اور صدیاں

اپنی کتاب کو منفرد بنانے کی غرض سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قیاساً دوبارہ خود سے کہا ہوگا "میری کتاب کے پہلے جملہ میں ۱۹ حروف ہونے چاہئیں"۔ زمین و آسمان میں کون ایسا فرد ہوگا جو کسی کتاب کو شروع کرنے کے لئے ایک ایسا جملہ بنائے جس میں ۱۹ حروف ہوں۔ یہ کام تجربے کرنے اور غلطی کرنے کے بغیر ممکن نہیں۔ اے معزز قارئین اگر میں اور آپ ایک کتاب شروع کرنے کے لئے ایسی مشکل بات کو اختیار کریں تو ہم جملوں کو قیاس کرنا شروع کریں گے جو ہمارے ذہن میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ میں آپ کو اپنی مثال دیتا ہوں جب میں نے اس قید کے ساتھ تجربہ کرنے کی کوشش کی تو یہ جملہ THE QUICK BROWN FOX JUMPS OVER THE LAZY DOG. فوراً میرے ذہن میں آیا۔ میں نے جلدی سے اس کے حروف شمار کئے لیکن افسوس وہ ۳۵ تھے۔ اتنے بہت زیادہ! اور اس کے بارے میں HONESTLY IS THE BEST POLICY کیا ہوا؟ افسوس صرف ۳ حروف زیادہ۔ اور اس کے بارے میں BABA BLACK SHEEP یا ONCE UPON A TIME، تم محض اپنے خیالات کو لکھتے رہو گے اور حرفوں کو گنتے رہو گے اس کے علاوہ دوسری کوئی سبیل نہیں۔ میں اپنے دماغ کی ان لہروں

کی ایک منطقی تشریح کرسکتا ہوں اور آپ بھی کریں گے اگر آپ نے اس تجربہ کو آزمایا ہو۔ لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں آپ کو اپنی کتاب شروع کرنے کے لئے کسی ایسے جملے سے شاید ساری عمر سابقہ نہ پڑے جس میں ۱۹ حروف ہوں لیکن ہمارے مصنف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! نے یہ مہم سر کرلی ہے۔ آپؐ نے صحیح نشانہ لگایا ہے۔ ہمیں یہ بات نہیں بھولنی چاہیئے کہ ہم نے آپؐ کو غیر معمولی ذہانت والوں میں سب سے زیادہ ذہین مان لیا ہے۔ آپ نے شروع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حرفوں کو گن جائیے۔ وہ قطعی انیس ہیں (۱×۱۹) = ۱۹ میں نے گنتی کو آپ کے لئے آسان بنا دیا ہے۔ مہربانی کرکے آگے بڑھنے سے پہلے آپ خود بھی اس کی جانچ کر لیجئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ب	س	م	ا	ل	ل	ہ	ا	ل	ر	ح	م	ن	ا	ل	ر	ح	ی	م
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹

علیہا تسعۃ عشر

اس پر ۱۹ تعینات ہیں ۷۴ : ۳۰

یہ کس طرح ممکن ہوا؟ ہمارے دوست جو منکرین میں سے ہیں یا مادہ پرست ہیں پکار اٹھیں گے "اتفاق"۔ ہم نے چونکہ پہلے ہی پانچ سالقہ "اتفاقات" کو نظر انداز کر دیا تھا ہم اپنے دوست کے ساتھ اتفاق کریں گے کہ یہ اتفاق اب پہلی بار واقع ہوا ہے۔ لیکن کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں کہا تھا "اس پر انیس تعینات ہیں"۔ "یہ انیس تمہارے اوپر تعینات کر دیئے جائیں گے۔"

اور یہ کہ "تمہیں بھی انیس سے نمٹنا پڑے گا" ہاں انہوں نے ایسا ہی کہا تھا۔
لیکن منکر یا کافر یہ سمجھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تہدید کا یقیناً حرف بحرف
یہ مقصد نہیں ہوسکتا۔

فرض کریں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر خود سے کہا ہوگا "۱۹ احرف کا یہ پہلا
جملہ میرے لئے بہت آسان ہے۔ اب جو کچھ بھی میں کرنے جا رہا ہوں وہ یہ
ہے کہ اس کا التزام کروں کہ میرے اس پہلے جملہ کا ہر لفظ میری اس کتاب
میں اتنی بار دہرایا جائے کہ اس ہر ایک کا مجموعہ ۱۹ کا حاصل ضرب ہو۔ اس بات
کو جانچنے کے لئے کہ آیا ہمارے مصنف اپنے اس عظیم دعوے میں کامیاب ہو گئے
ہمیں قرآن کے سلسلے میں کمپیوٹر سے نتائج حاصل کرنے ہوں گے۔ ہمارے پاس
نہ تو اتنا وقت ہے اور نہ ہم اتنا صبر کرسکیں گے کہ قرآن کے ہر ہر حرف اور ہر
ہر لفظ پر انگلی رکھ کر گنتی کریں۔ لہذا ہمیں کمپیوٹر سے ہی حاصل شدہ اعداد و شمار
کی جانچ پڑتال کرنے دیں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں جو الفاظ ہیں وہ پورے
قرآن میں کتنی مرتبہ وارد ہوئے ہیں ان کی تعداد ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

اسم	۱۹ مرتبہ	(۱۹ x ۱)
اللہ	۲۶۹۸ مرتبہ	(۱۹ x ۱۴۲)
الرحمن	۵۷ مرتبہ	(۱۹ x ۳)
الرحیم	۱۱۴ مرتبہ	(۱۹ x ۶)

علیہا تسعہ عشر (اس پر ۱۹ تعینات ہیں) القرآن ۷۴: ۳۰

پہلا لفظ اسم جس کے معنی "نام" کے ہیں قرآن میں صرف ۱۹ بار آیا ہے۔ یہ کس
طرح ہوا؟ منکرین میانے گنتے ہیں "اتفاق"۔ ہماری اتفاقات کی اس نئی
فہرست میں اب یہ دوسرا "اتفاق" ہے۔ اتفاقات کی تہاری فہرست میں

پہلی مرتبہ یہ ممکن تھا۔ لیکن دوسری مرتبہ یہ بعید از قیاس ہے۔ اب پھر بھی آپ ہمیں
کمپیوٹر سے یہ دریافت کرنے دیں کہ لفظ "اللہ" قرآن میں کتنی بار آیا ہے۔ "۲۶۹۸"
فوراً ہی جواب ملتا ہے۔ حساب کرنے والی مشینیں ہٹا دو اور اس عدد کو ۱۹ سے تقسیم
کرو (۱۹ x ۱۴۲) ۲۶۹۸، کمپیوٹر پر جواب حاضر ہے۔ یہ کس طرح ہوا؟ "اتفاق"
"مکرر" - ہاں!!! آپ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ یہ ناممکنات کی ابتدا ہے۔ ہمیں
اب دوسرے لفظ "الرحمن" کو دیکھنے دیں جس کے معنی بڑے مہربان کے ہیں
یہ کتنے ہوئے۔ جواب ہیں ۵۷ آتے ہیں (۱۹x۳) = ۵۷ یہ کس طرح ہوا؟
ہاں پھر!! یہ تو معجزہ ہونا چاہیئے۔ اس سے اگلا لفظ "الرحیم" جس کے معنی نہایت
رحم والا کتنی بار؟ جواب آیا ۱۱۴ (۱۹ x ۶) یہ کس طرح ہوا۔ "اتفاق"۔ ایک
ہی انداز کا جواب۔ لیکن یہ مشکل سے ہی قابل سماعت جواب ہے۔ اس قسم کے
عجیب و غریب واقعات دراصل ایک معجزے سے زیادہ ہیں۔ یہ اس سے بھی زیادہ ہے
جو ایک انسان کرسکتا ہے حتیٰ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی۔

آخری لفظ "الرحیم" "نہایت رحم والا" ۱۱۴ بار آیا ہے۔ قرآن کی سورتوں
کی تعداد کے عین مطابق ہے ہر سورۃ کے لئے ایک لفظ "رحیم" مساویانہ تقسیم کے
ساتھ۔ ہم نے اب تک اس بات کو پوری طرح سمجھنے کی غیر معمولی ذہانت بھی حاصل
نہیں کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کوئی علم سیکھے، بغیر کاغذ اور قلم، کمپیوٹر اور کیلکولیٹر
کے اس حساب وکتاب کو ہرگز نہیں کرسکتے تھے۔

لیکن کسی ایسی کتاب کے لئے جو خدا کی طرف سے ہو اس کی صداقت کے
لئے کوئی دلیل ہونی چاہیئے۔ ہر صحیح دستاویز پر اس کے ماخذ کی مہر ہوتی ہے۔ عدالت
عظمیٰ کے کسی سمن یا پروانہ طلبی پر ایک واضح مہر ہوتی ہے۔ پروانہ راہداری
(پاسپورٹ) پر مہر کندہ ہوتی ہے تاکہ کوئی شخص دھوکے سے اس پر دوسری

تصویر نہ لگا سکے۔ قرآن کی اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے کہ یہ خدا کی جانب سے ہے اس پر بھی خدا کی جانب سے ایک مہر ہونی چاہئے اور وہ ہے یہ علامت۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۱۱۴ سورتیں
۱۱۴ مہریں
لیکن سورۃ ۹
کے بارے میں کیا ہے؟
واحد استثنا پر
غور کریں!

چاہے وہ ایک مستقیم سطر میں لکھی ہوئی ہو یا خطِ طغرائی میں۔ یہ مہر لکڑی کی بھی بنائی جاسکتی ہے ربڑ اور دھات کی بھی۔ ۱۱۴ سورتوں کے لئے ۱۱۴ مہریں ہونی چاہئیں۔ قرآن کی ہر صورت کے لئے ایک۔ عربی سے نابلد شخص بھی اب اس قابل ہوگیا ہے کہ اللہ کی مہر کو جو قرآن کی ہر سورۃ کے ابتدا میں ہے پہچان سکتا ہے لیکن یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے کہ سورۃ ۹ کے ابتدا میں یہ علامت نہیں ہے۔

براءۃ من اللہ ورسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین ٥

فسیحوا فی الارض اربعۃ اشھر واعلموا انکم غیر معجزی اللہ وان اللہ مخزی الکفرین ٥

واذان من اللہ ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٓء من المشرکین ٥ ورسولہ فان تبتم فھو خیر لکم وان تولیتم فاعلموا انکم غیر معجزی اللہ

وَبَشِّرِ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ٥

اعلان برأت ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکین کو جن سے تم نے معاہدے کئے تھے ٥

پس تم لوگ ملک میں چار مہینے اور چل پھر لو اور جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو اور یہ کہ اللہ منکرینِ حق کو رسوا کرنے والا ہے ٥

اطلاع عام اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن تمام لوگوں کے لئے کہ اللہ مشرکین سے بری الذمہ ہے اور اس کا رسول بھی۔ اب اگر تم لوگ توبہ کرلو تو تمہارے ہی لئے بہتر ہے اور جو منہ پھیرتے ہو تو خوب سمجھ لو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو اور اے نبی انکار کرنے والوں کو سخت عذاب کی خوش خبری سنا دو ٥

۹: ۱-۳

اب یہ الجھن پیدا ہوگئی ہے کہ ۱۱۴ سورتیں ہیں لیکن ۱۱۳ مہریں (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم) اور ۱۱۳ کو ۱۹ سے تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ حالانکہ قرآن کے مصنف نے ابھی کہا ہے کہ "تہیں ۱۹ سے سابقہ پڑے گا"

حسن یا جمالیاتی قدر اس بات پر منحصر ہے کہ کسی عمل میں اس کی دشواریوں

پر آسانی سے قابو پا لیا جائے چاہے وہ جسمانی کرتب ہو یا ہوائی یا دریائی ہو یا حسابی۔
ایک مسئلہ پیدا کریں اور پھر اس مسئلہ کو حل بھی کر دیں۔ لیکن سورۃ ۹ میں پہلی
بار یہ مسئلہ کیسے پیدا ہوا۔ آپ جانتے ہیں کہ سورۃ ۹ "سورۃ توبہ" کے نام سے
جانی جاتی ہے جس کے معنی انفعال (پشیمانی) ہیں۔ مشرکین کے لئے یہ آخری
شرط ہے جنہوں نے ابھی اس عہد و پیماں کو توڑا ہے، جس میں وہ مسلمانوں
کے ساتھ بڑی سنجیدگی کے ساتھ داخل ہوئے تھے۔ غور کریں کہ تیسری آیت کے
آخر میں (دیکھئے صفحہ ۸۱) اللہ فرماتا ہے۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ

اور ان کافروں کو بشارت دو ایک دردناک عذاب کی ۔

ہمارے علماء یہ دلیل دیتے ہیں کہ جب اللہ نے ایک ایسی ہولناک
تنبیہ کا اعلان کر دیا تو اس صورت میں یہ کسی طرح مناسب نہیں تھا کہ وہ آیت
فضل و کرم اور رحم کے دعائیہ الفاظ کے ساتھ شروع کی جاتی۔ انسانی تعلقات
میں یہ ایک عام طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ جب ایک فریق یک طرفہ عہد و پیمان
توڑ دیتا ہے تو مظلوم گروہ کسی خوشگوار ردِ عمل کا اظہار نہیں کرتا جبکہ وہ اس کو
آخری تنبیہ بھی کر چکا ہو یا آخری شرائط بھی پیش کر چکا ہو۔ کوئی اس طرح
شروع نہیں کرتا "میں بہت رحم دل، نہایت عالی ظرف اور ترس کھانے
والا آدمی ہوں لیکن میں آپ کی گردن مروڑ دوں گا اگر آپ نے میرا بٹوہ
مجھے واپس نہیں کیا"۔ یہ ایک بہت ہی معقول اور منطقی اظہار ہے لیکن یہ
ہماری الجھن کو حل نہیں کرتا۔ ۱۱۴ سورتیں اور ۱۱۳ بسم اللہ

مختصر یہ کہ ہمارے پاس ایک مہر کم ہے۔ ہمارے مصنف (اللہ، محمد
صلی اللہ علیہ وسلم نہیں) اس حقیقت سے غافل نہیں تھے۔ غور کریں کہ اس

نے اپنے ہی پیدا کئے ہوئے مسئلہ کو حل کر دیا ایک ماہر فن ریاضی دان کی مانند
جو مسائل ہی اس لئے پیدا کرتا ہے تاکہ وہ انہیں حل کر کے اپنی عظمت کا اظہار کرے۔

ساتواں باب

قرآن کا مصنف کوئی انسان نہیں تھا

۲۷ ویں سورۃ نمل آیت ۲۹ میں وہ (اللہ) بڑے لطیف پیرائے میں حضرت سلیمان صاحب حکمت اور ملکۂ سبا بلقیس کا تعارف کراتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کوئی دنیاوی قسم کے صاحب عقل وحکمت نہ تھے بلکہ خدا سے ہدایت یافتہ ایک پیغمبر تھے۔ ان کے پڑوسی ملک میں ایک کریم النفس ملکہ ایک مہذب قوم پر حکمران تھی لیکن وہ خود اور اس کی رعایا مشرک تھے اور عقیدہ کے لحاظ سے آفتاب پرست۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی اور اس کی رعایا کی روحانی فلاح کے لئے بطور ہمدردی ایک خط لکھا اور وہ خط اس کو وصول ہو گیا۔ اس نے اس کی بہت توقیر کی۔ لیکن (سوال یہ تھا کہ) وہ اپنی رعایا سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعوت الی الحق کی رضامندی کس طرح حاصل کرے۔ وہ اپنی قوم کی نفسیات سے واقف تھی کہ اگر ایک مرتبہ بھی اس کی رعایا کے اہم ترین امراء اس دعوت کو مسترد کر دیتے ہیں تو دوبارہ ان کو اس دعوت الی الحق کو قبول کرانے کے لئے اس کو زمین و آسمان کے قلابے ملانا پڑیں گے۔ پس اس نے دربار آراستہ کیا، اپنے وزیروں کو بلایا اور ان سے خطاب کیا۔

...... قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝

ملکہ نے کہا اے درباریو میری طرف ایک نامہ گرامی ڈالا گیا ہے وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور مضمون یہ ہے "شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے"۔ بعد اس کے یہ کہ مجھ سے سرکشی نہ کرو اور مطیع و منقاد ہو کر میرے پاس چلے آؤ

القرآن ۲۷: ۲۹-۳۱

ایک حکیمانہ جنبش قلم سے ہمارے مصنف نے ۱۱۴ مہریں مکمل کرنے کے اپنے کام کو سورۃ کے درمیان میں بڑی مہارت کے ساتھ بسم اللہ کا اضافہ کر کے پورا کر دیا اور اسی کے ساتھ اس نے صرف تین آیات میں بہت سے دوسرے مقاصد بھی پورے کر دیئے۔

۱۔ یہ کہ اس (اللہ) نے اپنی ۱۱۴ ویں مہر بھی عطا کر دی تاکہ قرآن کی ۱۱۴ سورتوں میں ہر سورت کے لئے ایک کے حساب سے تقسیم ہو جائے۔

۲۔ اس جگہ وہ پھر خداوندان ارض کو ایک سبق سکھاتا ہے کہ مغرور اور نافرمان نہ بنو حکمران ہوتے ہوئے بھی اپنے معاملات کو آپس کے مشورے سے نمٹاؤ (القرآن ۴۲: ۳۸) اور یہ کہ اپنے ماتحتوں کو احکامات قبول کرنے کے لئے نفسیاتی طور پہ آمادہ کرو۔

۳۔ یہ کہ جب تم لکھو تو ایسے لکھو گویا تم اپنے اللہ رحمٰن و رحیم کے سامنے ہو جو ہمیشہ تمہارے ارادوں اور پوشیدہ خیالات سے واقف ہے

۴۔ یہ کہ دنیا کے ہر حاکم کو خواہ وہ کتنا ہی مقتدر اہل تصنیف ہو اور خواہ اس کا پیغام کتنا ہی مقدس ہو اپنے کام کو پوری عاجزی کے

ساتھ ادا کرنا چاہیے گویا کہ خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔

۵۔ اور یہ سب کرتے ہوئے ہمارے مصنف (خدا) نے یہ سب بھی مکمل کر دیئے۔

ا۔ قرآن میں لفظ "اسم" ۱۹ بار

ب۔ قرآن میں لفظ "اللہ" ۲۶۹۸ بار

ج۔ قرآن میں لفظ "الرحمن" ۵۷ بار

د۔ قرآن میں لفظ "الرحیم" ۱۱۴ بار

علیہا تسعۃ عشر

آپ ملاحظہ فرمائیں کہ بغیر اس ایک مہر (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم) کے جو مندرجہ بالا آیت ۳۰ کے درمیان آئی ہے ہم ان تمام مندرجہ الفاظ (ا تا د) میں ایک ایک لفظ کی حد تک کم رہ جاتے اور ساتھ ہی ایک مکمل مہر جو سورۃ ۹ میں کم تھی۔ کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ ریگ زار میں بود و باش رکھنے والا ایک شخص آج سے چودہ سو سال پیشتر بغیر کسی دنیاوی تعلیم اور بغیر کاغذ قلم کی دست یابی کے ۲۳ سال تک قرآن کے صرف ایک لفظ "اللہ" کا حساب اپنے دماغ میں رکھ سکتا تھا علاوہ ان دوسری بہت سی باتوں کے جو ہم نے اب تک دیکھی ہیں۔ اور صرف آخری دن اسے یہ معلوم ہوا کہ ۲۶۹۸ ٹھیک ٹھیک ۱۹ کا حاصل ضرب ہے۔ اس سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس بشر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اگر آپ نے ہی یہ کام انجام دیا ہے، کے پاس زندگی میں اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا کام ہی نہیں تھا اور یہ کہ آپ نے اپنے پورے اوقات جو آپ کے تصرف میں تھے ریاضی کی مساوات کو حل کرنے میں صرف کر دیئے؟ برخلاف اس کے تاریخ عالم میں آپ مصروف ترین ہستی تھے۔ لامارٹن LA MARTINE

کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں جو صفحہ ۶۲ پر دیا گیا ہے اور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گوناگوں فرائض منصبی سے متعلق ہے۔ آپ کے ہم وطن مشرکین بھی آپ کی اصلاحات کی بڑی شد و مد کے ساتھ مخالفت کر رہے تھے۔ یہودی، عیسائی اور منافقین مدینہ آپ کو اور آپ کے دین کو تباہ کرنے کے درپے تھے آپ کی اتنی غیر معمولی مصروفیات کے باوجود کیا پھر بھی آپ کے پاس حساب لگانے کے لئے فاضل وقت تھا؟ کیا کوئی اتنا خوش عقیدہ بھی ہو سکتا ہے؟ تو پھر کیا یہ سارے اتفاقات ہی تھے؟!!

ابھی تک ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ریاضی کے حیران کن کارناموں کو شکل سے ہی ہاتھ لگایا ہے۔ آپ کی کتاب؟ قرآن کریم بہت سی حیثیتوں میں ایک منفرد کتاب ہے میرا جیسا ایک آدمی بھی خدا کی اس کتاب میں درجنوں بے مثال خوبیاں گنوا سکتا ہے۔ اہل علم یقیناً بہت زیادہ بتا سکتے ہیں۔ چونکہ ہم اوپر دی ہوئی سطور میں اس کے ریاضیاتی پہلو پر گفتگو کر رہے تھے اس لئے ہمیں اس بحث کو اور آگے بڑھانے دیجئے۔

قرآن ہی دنیا میں ایک واحد کتاب ہے جس کی کچھ سورتوں کی ابتداء میں "ابتدایہ" یا "اشاریہ" حروف یا جیسا کہ ہم انہیں عربی میں حروف مقطعات کہتے ہیں، آئے ہیں۔ ان "ابتدایہ" حروف کے بظاہر کوئی معنی نہیں ہوتے۔

۶۔ عربی حروف تہجی کے ۲۸ حروف میں سے ٹھیک ٹھیک نصف (۱۴) ان قرآنی مقطعات میں استعمال ہوئے ہیں۔

مندرجہ ذیل نقشہ ملاحظہ فرمائیے۔

٢٨ حروف تہجی عربی

ا	ب	ت	ث	ج
ح	خ	د	ذ	ر
ز	س	ش	ص	ض
ط	ظ	ع	غ	ف
ق	ك	ل	م	ن
	و	ھ	ی	

١٤ حروف تہجی جو مقطعات میں آئے ہیں

ا	ل	م	ر	ك
ھ	ی	ع	ص	ط
س	ق	ن	ح	

یہ حروف تہجی ان ١٤ مختلف مقطعات میں آئے ہیں

الم حم الر المر طس طسم یس

کھیعص المص ص ق حم عسق ن طہ

ان ١٤ حروف سے ١٤ مختلف مقطعات کے مجموعے بنائے گئے ہیں

١٤ مجموعے قرآن کی ٢٩ سورتوں میں آئے ہیں۔

ذیل میں ملاحظہ فرمائیے

مقطعات کی ٢٩ سورتوں میں تقسیم

اگر ہم ان ١٤ حروف، ان ١٤ مقطعات اور ان ٢٩ سورتوں کے سب اعداد کو جمع کر دیں تو ان کا میزان (١٤+١٤+٢٩) = ٥٧ آئے گا جو ٹھیک ٹھیک ١٩ کا حاصل ضرب ہے (١٩×٣) = ٥٧۔ کیوں جناب کیا یہ پھر اتفاق ہی تھا ؟!!

ذیل میں ملاحظہ فرمائیں

۱۴ حروف تہجی جو مقطعات میں استعمال ہوئے ہیں۔

ا	ل	م	ر	ك
ه	ي	ع	ص	ط
س	ق	ن	ح	

۱۴ حروف مقطعات

الٓمٓ	حٰمٓ	الٓر	الٓمٓر
طٰسٓ	طٰسٓمٓ	يٰسٓ	نٓ
كٓهٰيٰعٓصٓ	الٓمٓصٓ	صٓ	
قٓ	حٰمٓ عٓسٓقٓ	طٰهٰ	

قرآن کی ۲۹ سورتیں جن میں مقطعات استعمال ہوئے ہیں

۲	۳	۷	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
۱۵	۱۹	۲۰	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
۳۱	۳۲	۳۶	۳۸	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳
۴۴	۴۵	۴۶	۵۰	۶۸	۰	۰	۰

(۱۴ + ۱۴ + ۲۹) = ۵۷ (۱۹ × ۳)

علیہا تسعہ عشرہ (القرآن ۷۴:۳۰)

اگر ہم ان مقطعات پر دوبارہ غور کریں تو ہم آسانی سے مشاہدہ کر لیں گے کہ وہ ۱۴ مختلف مقطعات کے مجموعہ ایک دو تین چار اور پانچ حروف سے مل کر

بنے ہیں۔ یک حرفی مقطعہ والی سورۃ کے [illegible] ہماری نظر انتخاب سورۃ ۶۸ پر جاتی ہے جو اپنی روایتی ترتیب کے لحاظ سے آخری سورۃ ہے جس کی ابتدا واحد حرف سے ہوتی ہے۔ یہ سب سے پہلی سورت ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور جس کی ابتدا "ن" سے ہوتی ہے (قرآنی مقطعات کی تفسیر کے علمی نکات کو سمجھنے کے لئے عبد اللہ یوسف علی کی انگریزی تفسیر سورۃ ۲ (آلمٓ) کا ضمیمہ نمبر ا صفحہ نمبر ۱۱۸ تا ۱۲۰ ملاحظہ فرمائیں)۔ لیکن چونکہ ہم نے اپنے انکشافات میں قرآن مجید کے اعجاز کو سمجھنے کے لئے ۱۹ کے عدد کی صورت میں ایک مناسب حل تلاش کر لیا ہے تو کیوں نہ ہم کوشش کریں کہ اس سورۃ میں حرف "ن" کی گنتی کر ڈالیں جو اس سورۃ ۶۸ کا حقیقتاً پہلا حرف ہے۔ جواب میں ۱۳۳ "ن" آتے ہیں۔ اس کو ۱۹ سے تقسیم کریں۔ کیلکولیٹر استعمال کرنا آسان ہوگا۔ جواب ۷ ہے۔ (۱۹ × ۷) = ۱۳۳ - آپ مہربانی فرما کر میرے کہنے پر نہ جائیے اس کی آپ خود ہی تصدیق کیجئے۔ اور بصری طور پر "ن" کی گنتی خود فرمائیے آپ ایسا کرنے میں روحانی مسرت محسوس کریں گے! یہ آپ کے پانچ منٹ بھی نہیں لے گا۔ یہ کس طرح ہوا کہ ۱۳۳ "ن" پھر ۱۹ کا ٹھیک ٹھیک حاصل ضرب ہو گیا؟ میں آپ کو جواب کی زحمت نہیں دوں گا۔

یک حرفی مقطعات والی دو سورتیں اور بھی ہیں سورۃ "ق" (۵۰) اور سورۃ "ص" (۳۸) اس کے علاوہ ایک سورۃ اور ہے جس میں "ق" بطور حرف مشترک آیا ہے اور وہ سورۃ ہے ۴۲۔ سورۃ ۵۰ "ق" سے شروع ہوتی ہے اور اس کا عنوان بھی "ق" ہی ہے جبکہ سورۃ ۴۲ "الشوریٰ" پانچ حرفی مقطعات والی سورۃ ہے جس میں حرف "ق" آخر میں آتا ہے۔ اگر ہم اس سورۃ کے تمام "ح" "م" "ع" "س" اور "ق" گن کر جمع کر لیں تو اس کا حاصل

جمع ۵۷۰ ہوگا جو ۱۹ کا حاصل ضرب ہے (۱۹ × ۳۰) = ۵۷۰۔ ہمارے مصنف کا نشانہ پھر صحیح ہدف پر لگا۔ یہ سلسلہ اب زیادہ بوجھل ہوتا جا رہا ہے۔ اب ہمیں اپنی توجہ ایک حرف واحد "ق" پر مرکوز کر دینا چاہیئے جو سورۃ ۴۲ اور ۵۰ میں حرف مشترک کے طور پر آیا ہے۔ ہم پانچ گھوڑوں پر بہ یک وقت سواری کرنے کی کوشش کیوں کریں جیسا کہ سرکس میں ہوتا ہے جبکہ ہم نے ایک پر بھی مہارت حاصل نہیں کی ہے ـــــ آپ ملاحظہ فرمائیں ہم یہاں خالصتاً مادی حقائق پر غور کر رہے ہیں جو آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے اور گنتی گننے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ مشاہدہ کر کے اس معجزے کی تصدیق کر سکتا ہے کہ یہ کتاب مقدس کسی انسان کا کارنامہ نہیں ہے اس حیرت آفریں حقیقت کا مشاہدہ کرنے کے لئے آپ کو عربی زبان جاننے کی بھی ضرورت نہیں ہے اس میں کسی قسم کی کوئی قیاس آرائی، ظن یا توجیہ شامل نہیں ہے۔ صرف "ق" یعنی قاف کا سر اور دو نقطہ دیکھنا کافی ہے۔ ان سروں کو گن لیا جائے۔ سورۃ ۵۰ میں (۱۹ × ۳) = ۵۷ سر ہیں کیا ایسا انسانی یا مشینی اعتبار سے ممکن ہے۔ ہم اس بارے میں برقی کمپیوٹر سے بعد میں معلوم کریں گے۔

اوپر دی ہوئی دو سورتوں میں جن میں "ق" ہے "ق" کی کل تعداد ۱۱۴ ہے یعنی (۱۹ × ۶)۔ یہ ایک معقول مفروضہ ہے کہ حرف "ق" قرآن کی نمائندگی کرتا ہے۔ اور قرآن مجید کی سورتوں کی تعداد کے عین مطابق "ق" بھی ۱۱۴ ہیں ایک ایک "ق" ایک ایک سورۃ کے لئے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مصنف ہم سے یہ فرما رہا ہے کہ قرآن کی ہر ہر صورت قرآن ہے، مکمل قرآن، کچھ نہیں صرف قرآن۔ آپ کو ان سورتوں میں سے ان تمام "قافوں" کو گننے میں چند منٹ درکار ہوں گے اور آپ حقیقتاً قرآن کی اس معجزانہ شان کو محسوس کریں گے۔ حفاظ

سے جنہوں نے قرآن ز۔ یاد کیا ہے، میں کہتا ہوں کہ وہ اپنے دماغ میں اپنی یادداشت سے ان تمام "قافوں" کی گنتی کریں آیا وہ ان کی صحیح تعداد تک پہنچ سکتے ہیں لیکن اگر وہ بار بار گنتی میں ناکام ہو رہے ہوں تو انہیں عملاً یہ تعداد معلوم کر لینا چاہیئے تب انہیں اس حقیقت کا پوری طرح اندازہ ہو جائے گا کہ یہ کتنا عظیم کارنامہ ہے۔ اگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا کوئی حساب لگاتے تو وہ بھی ذہنی طور پر ہی لگاتے کیونکہ وہ پڑھے لکھے نہیں تھے۔

(القرآن ۷ : ۱۵۷)

ایک اعلیٰ درجہ کا غیر معمولی ذہین آدمی بھی اس کام کو انجام دینے میں کسی قدر مشکلات سے دوچار ہوتا لیکن حقیقی مصنف یعنی خدا ایسی کسی بات سے دوچار نہیں ہوا۔ لیکن اس سے پہلے کہ کوئی اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ تو صرف ایک اعلیٰ درجہ کا اتفاق تھا یا کسی روحانی غیر مرئی کمپیوٹر نے یہ تمام حساب لگا دیا ہوگا وہ ہمیں اپنی اس منطق کی طرف لے جا کر قائل کرنا چاہتا ہے کہ انسانی ذہن سے بالاتر کوئی ہستی اس کام میں ملوث ہے مفروضے کے طور پر جب ہمارے مصنف نے وہ دونوں سورتیں جن میں "ق" ہے اپنے ذہن میں مکمل کر لیں (اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی یہ کام سر انجام دیا ہو تو) تو آپ نے تمام "ق" کی گنتی کی ہوگی اور ان کو ۱۹ سے تقسیم کیا ہوگا اور اگر ان کی تعداد ٹھیک ۱۹ سے تقسیم ہو گئی ہوگی تو پھر آپ کے لئے یہ بات صحیح ہوگی کہ اپنے کاتبان وحی کو املا کرا دیں کیونکہ ایک مرتبہ املا کرانے کے بعد آپ اپنے الفاظ واپس نہیں لیتے تھے یہی آپ کا طریقہ کار تھا۔

ہمیں یہ کہنے دیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ ۴۲ کی حد تک جس میں ۵۷ "ق" ہیں نمایاں طور پر کامیاب رہے لیکن جب سورۃ ۵۰ کے قافوں

کی گنتی کی گئی تو آپ کو تعجب ہوا ہوگا کہ وہ تو ۵۸ ہے اور ۵۸ کو ۱۹ سے تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ یا تو کچھ مزید آیتیں شامل کی جائیں تاکہ ۱۸ "ق" اور حاصل ہو جائیں اور ۱۹ سے پورا تقسیم ہو جائے یا ایک "ق" نکال دیا جائے ظاہر ہے کہ بعد والا راستہ آسان تر تھا لیکن پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کون سا "ق" کم کیا جائے۔

آپ نے سورۃ ۵۰ کی ابتدا ہی ق سے کی ہے یہ دنیا میں آسان ترین بات ہوتی کہ پہلے ق کو ہی کم کر دیا جاتا اور یوں وہ مشکل حل ہو جاتی۔ لیکن نہیں! آپ کے پورے طریق کار میں یہ بنیادی اصول کارفرما رہا ہے کہ آپ نے اپنے مخاطبین کے لئے یہ کام چھوڑ دیئے ہیں کہ وہ ان قرآنی حروف فاتحہ کی گنتی کریں اور پھر ۱۹ سے تقسیم کریں اور اس حاضر و ناظر ریاضی دان کی قدرت کو پہچانیں۔ ان گزشتہ ۱۴ صدیوں میں ان ۱۱۴ سورتوں میں سے اگر ایک سورۃ بھی (خدانخواستہ) ضائع ہو جاتی تو سورتوں کی تعداد ۱۹ کا حاصل ضرب نہ ہوتی۔ یہی نہیں اگر عربی حروف تہجی کے ۱۴ حروف (جو مقطعات میں استعمال ہوئے ہیں) میں ایک حرف بھی بڑھا دیا جائے، قلم زد کر دیا جائے یا تبدیل کر دیا جائے تو بھی یہ حیرت انگیز ریاضی کا محفوظ نظام ڈھے جائے اور قرآن بھی دنیا کے دوسرے مذہبی صحیفوں کی طرح نظر ثانی کا محتاج ہو جائے گا۔ اس کے حقیقی مصنف نے صحیح معنوں میں اپنا وعدہ پورا کر دیا۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝

بے شک یہ کتاب نصیحت ہم ہی نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

القرآن ۱۵ : ۹

واضح طور پر تقریباً نصف قرآن جو ۲۹ مقطعات والی سورتوں پر محیط ہے، اپنے اس پیچیدہ ریاضی کے نظام میں گندھا ہوا ہے،

INTERLOCKING MATHEMATICAL SYSTEM.

(دیکھئے صفحہ ۸۹)۔ یہ سارا کلام خدا براہ راست قطعی طور پر اسی طرح محفوظ ہے۔ آپ کو یاد ہے کہ قرآن میں لفظ "اللہ" ۲۶۹۸ بار آیا ہے جو ہر ڈھائی آیت پر ایک لفظ اللہ کے اوسط سے ہے اگر ایک واحد جملہ بھی اضافہ کر دیا جائے یا حذف کر دیا جائے جس میں "اللہ" ہو تو اللہ کا خود اپنا حفاظتی نظام ختم ہو کر رہ جائے۔

باشعور کارنامہ کی طرف دلانا چاہتا ہے۔ وہ دلیل سے ہمیں یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ اگر کسی بشر نے یہ قرآن لکھا ہوتا اور اگر ہر چیز اس کی مرضی کے مطابق ہو رہی ہوتی تو بھی وہ ایک زائد "ق" کے چکر میں پڑا رہتا۔ آپ دیکھتے ہیں کہ "ق" والی دو سورتوں کو لکھ کر اور ان "قافوں" کو گن کر وہ ۱۱۴ کی بجائے ۱۱۵ "ق" کی الجھن میں پھنس جاتا جیسا کہ ہمارے ساتھ پیش آیا۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کے مصنف ہوتے تب مزید ہم ان کی زائد مشکل کا تصور کر سکتے تھے جبکہ آپ نے پہلی بار ان سورتوں کو اپنے ذہن میں ترتیب دیا ہوگا کیونکہ آپ نہ لکھنے کے فن سے واقف تھے اور نہ پڑھنے کے۔ ایک مرتبہ آپ نے ان کو اپنے ذہن میں لکھنے کے بعد یاد بھی کیا ہوگا۔ ذرا بغیر لکھے ہوئے لفظ کو یاد کرنے کے بارے میں تصور کریں جس کو نہ تو آپ نے کبھی دیکھا ہو اور نہ ہی دہراتے ہوئے کبھی اس کو سنا ہو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے کسی حصہ کو املا کرانے کے لئے تیار ہوتے تو آپ اپنے کاتبوں کو بلاتے تھے اور پھر آپ اس طرح پڑھنا شروع کرتے تھے گویا کسی کتاب سے پڑھ رہے ہوں (القرآن ۲۹ : ۴۸)

ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ وہ یاد کیا ہوا تھا۔

ایک لمحہ کے لئے ہم متشککین کے ساتھ اس بات کو فرض کئے لیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اوپر دیئے ہوئے یہ ناممکن کارہائے نمایاں سرانجام دیئے تھے اور "ق" والی دونوں سورتوں میں قافوں کا اضافہ کر دیا تھا اور بعد میں معلوم ہوا کہ ایک بچ رہا ہے جس کو املا کرانے سے پہلے حذف کرنا تھا۔ یہ دنیا میں سب سے آسان ترین بات ہوتی کہ پہلے "ق" کو ہی قلم زد کر دیا جاتا لیکن اس وجہ سے جو پہلے ہی بتائی جا چکی ہے آپ نے اُس "ق" کو قائم رکھا دوسرا "ق" فوراً ہی ان الفاظ میں موجود ہے جو نیچے دیئے ہوئے ہیں -

آٹھواں باب

ریاضیاتی معجزہ

"کیا یہ ممکن ہے کہ یہ غائیت پیچیدہ چول سے چول ملا ہوا طریقہ جو قرآن کو تحریف سے بچانے اور اس کی حفاظت کے لئے اختیار کیا گیا ہے اتفاقاً، بلا کاوش، غیر ارادی طور پر یا کسی مطابقت یا موافقت سے واقع ہو گیا ہو! کیا کوئی شعور سے بے بہرا کمپیوٹر ایسی سچائی، حکمت یا پاکیزگی کے ایسے معیار کا کارنامہ انجام دے سکا ہے؟"

جیسا کہ پادری بوس ورتھ سمتھ REV. BOSWORTH SMITH اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے ؟ قرآن کے مصنف نے اپنے طریقہ کار سے ہمیں یہ بات دکھا دی ہے کہ یہ کتاب محض اتفاقیہ وجود میں نہیں آگئی ہے بلکہ ایک باشعور ذہن اس کو وجود میں لانے کا سبب ہے۔ اس نے ہمارے لئے کچھ اشارات چھوڑ دیئے ہیں تاکہ ہم اس کے قوی ہاتھ کو پہچان سکیں۔

اگر کسی انسانی مصنف نے تحریری طور پر ایسا مافوق الفطرت کام سرانجام دیا ہوتا جیسی کہ یہ کتاب قرآن ہے تو یقیناً اس کو ایسے ناممکن کام کو کرنے کی کوشش میں کم از کم کچھ پس و پیش تو ضرور ہوتا۔ قادر مطلق ہمیں اپنی اس "بلا کوشش کی کوشش" کا شاہد بنائے بغیر بھی ان دشوار مسائل کو، جو یا حقیقی تھے یا ارادہ پیدا کئے گئے تھے، آسانی کے ساتھ حل کر سکتا تھا لیکن وہ ہماری توجہ اس

وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۚ قرآن مجید کی وجہ سے

قرآن میں لفظ قرآن کیلئے ۳۰ سے زائد دوسرے مترادفات موجود ہیں جیسے الکتاب، الفرقان، البرہان، الذکر، التنزیل وغیرہ وغیرہ۔ اور ہمارے مصنف نے جو کچھ بھی کیا ہے اس کو جاننے کے لئے ہمارے ہاں کوئی اتنا ذہین بھی نہیں ہے لیکن وہ یہ بتانا ضرور چاہتا ہے کہ "ق" قرآن کا قائم مقام ہے جس طرح انگریزی میں A برائے APPLE (یعنی "ا" برائے انار) ہوتا ہے لیکن بات یہ ہے کہ اس کا تاثر کم ہو جاتا ہمارا مصنف کامل ترین ہے اس لئے وہ اپنے ذہن میں ایک "ق" کو حذف کرنے پر غور کرتا رہے گا۔ آیت ۱۳ کے اطراف میں "ق" کا سب سے بڑا مجموعہ آتا ہے قطعی ۵۔ انہیں میں سے ایک کو حذف کرنا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

۱۲۔ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّأَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُودُ

۱۳۔ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ [وَإِخْوَانُ لُوطٍ]

۱۴۔ وَّأَصْحٰبُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۚ

كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيدِ

ان سے پہلے نوح کی قوم اور کنویں والے اور ثمود جھٹلا چکے ہیں ۝ [۱۲] اور عاد اور فرعون اور لوط کے بھائی ۝ [۱۳] اور بن کے رہنے والے اور تبع کی قوم غرض ان سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہمارا وعدہ عذاب بھی پورا ہو کر رہا ۝ [۱۴] ۵۰: ۱۲-۱۴

ہمیں ان آیات (۱۲، ۱۳، ۱۴) کو پڑھ کر تجزیہ کرنا چاہئیے یہاں "ق" صرف ۴ آئے ہیں۔ ہاں! لیکن قیاساً ۵ ہونے چاہئیں! "کیا آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں ردو بدل کر دیا گیا ہے؟" آپ دریافت کرتے ہیں۔ "نہیں"

میں کہتا ہوں۔ تب آپ ان متضاد بیانات کی توجیہ کس طرح کریں گے؟ آپ دیکھتے ہیں کہ مصنف ـــ اللہ یا محمد؟ ـــ ان تین آیات کے درمیان ۵ "ق" لانے کا ارادہ رکھتے تھے اس کا اشارہ آیت ۱۳ میں ہے۔ دائرہ کشیدہ الفاظ "اخوان لوط" کو دیکھئے اسے "قوم لوط" ہونا چاہیئے تھا۔ "قوم لوط" کیوں؟ کیونکہ مصنف نے تواتر کے ساتھ پورے قرآن میں بارہ مختلف مقامات پر "اخوان لوط" کو "قوم لوط" کہہ کر بیان کیا ہے۔ مصنف حقیقی نے جو ان قابل نفرت لوگوں کے ذکر میں غیر متغیر رویہ اپنائے ہوئے تھا جو اپنی غیر فطری شہوت رانی کی وجہ سے برباد کر دیئے گئے تیرویں بار تیرویں آیت میں انہیں "اخوان لوط" کہہ کر بیان کیا۔ ایک مصنف جو ایک گروہ قوم کے بیان کرنے کے لئے دو آیتوں کے درمیان تین بالکل ہم معنی الفاظ استعمال کر سکتا ہے جیسا کہ آیت ۱۲ اور ۱۳ میں ہے اور بغیر کسی صفت کے استعمال کئے ایک "قوم" کا تصور بھی مہیا کر سکتا ہے وہ وہی ہے جس نے "قوم لوط" جیسے نہ بدلنے والے فقرے کے لئے ایک ہم معنی لفظ (اخوان لوط) اختیار کیا۔

کوئی بھی توجہ سے پڑھنے والا آیت ۱۳ میں اس تغیر کو محسوس کرے گا۔ ایک مصنف جو بشریت سے متصف ہو اور مترادفات کے استعمال میں اس کے حسن سے واقف ہو اور ایک درجن مرتبہ یکسانیت اپناتے ہوئے فطری طور پر "قوم لوط" کے ہی الفاظ دہرائے گا اور تیرویں بار بھی وہ ایسا ہی کرے گا لیکن ایسا کرنے میں سورۃ "ق" میں ۵۸ "ق" ہو جاتے اور ۵۸، ۱۹ کا حاصل ضرب نہیں ہے (اس لئے "قوم لوط" کی بجائے "اخوان لوط" کے الفاظ وحی کئے گئے)۔ کیا اس نے یہ نہیں کہا "میں تمہیں ۱۹ سے حساب لگوا دوں گا؟"

علیھا تسعۃ عشرہ اس پر ۱۹ تعینات ہیں۔

اس کے علاوہ صرف ایک سورۃ اور ہے جو یک حرفی مقطعات میں سے ہے اور وہ سورہ "ص" ہے قرآن کی ۳۸ویں سورۃ۔ مہربانی فرما کر اس بات پر غور کریں کہ جیسا کہ سورۃ ۵۰ اور ۶۸ میں ہے جہاں "ق" اور "ن" علی الترتیب حروف مقطعات کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔ ان کا بھی کبھی کوئی ترجمہ نہیں کیا گیا۔ تو ایسا ہی "ص" کے بارے میں بھی ہے وہ بھی سورۃ ۳۸ میں "ص" ہی پڑھی جاتی ہے۔ کسی مترجم سے اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ اس کے کوئی معنی بیان کردے یا کوئی تشریح۔ ہاں ترجمہ نہیں! اللہ کی مہربانی سے آج ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کا ربانی کا اپنا منصوبہ اس کے کلام میں تحریف سے محفوظ رکھنے کی ضمانت ہے۔ سچائی ثابت کرنے کے لئے ایک ایسا سادہ اور ایک ایسا آسان طریقہ جس پر ایک بچہ بھی عمل کر سکے۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہوا کہ ہمارے عظیم شارح (مفسرین) خواہ وہ قدیم ہوں یا موجودہ دور کے — ان صریح اور ناقابل تردید حقائق کو نظر انداز کر گئے بجواب بڑا آسان ہے "اس وقت زمانہ میں پختگی نہیں آئی تھی۔" "وہ مناسب وقت نہیں تھا۔"

سورۃ ۳۸ کے ساتھ دوسری دو سورتوں میں بھی وہی "ص" حرف مشترک کے طور پر ہے۔ وہ سورتیں ۷، اور ۱۹ ہیں۔ ذیل میں ملاحظہ فرمایئے۔

ص

سورہ نمبر	حروف مقطعات	حرف مشترک	پوری سورۃ میں کتنے "ص" ہیں
۷	المص	ص	۹۸
۱۹	کھیعص	ص	۲۶
۳۸	ص	ص	۲۸
۱۹×۸ =		۱۵۲	۱۵۲ ÷ ۱۹

علیہا تسعۃ عشرہ۔ اس پر ۱۹ تعینات ہیں ۷۴ : ۳۰

اوپر دیئے ہوئے مقطعات کے مجموعوں میں ایک سے زیادہ حروف استعمال ہوئے ہیں لیکن ہمیں یہاں محض "ص" سے سروکار ہے جو تین سورتوں کے درمیان مشترک حرف ہے۔ اگر ہم ان سورتوں میں "ص" کی گنتی کرتے ہیں تو ان کا کل میزان ۱۵۲ "ص" آتا ہے جو ٹھیک ۱۹ کا حاصل ضرب ہے۔ (۱۹ × ۸) = ۱۵۲

لیکن میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ ہمارے مصنف کو صرف ایک واحد حرف میں دلچسپی نہیں ہے جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے آپ اس پر توجہ فرمائیں کہ سورۃ ۷ میں چار حروف آئے ہیں اور سورۃ ۱۹ میں ۵ حروف۔ اگر حروف کے ان مجموعوں میں سورۃ ۳۸ کا حرف "ص" بھی شامل کر لیں تو اس طرح ۱۹ کا فائدہ ہو جاتا ہے۔ انہیں آپ گنئے یا کمپیوٹر کا استعمال کریں ہمارے تحیر کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہتا۔ کیا یہ سب کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے نتیجہ میں ہوا؟ آپ ہمیشہ اپنے اللہ سے یہ التجا فرمایا کرتے تھے "اے اللہ میرے علم میں ترقی عطا فرما۔ اے اللہ میری بصیرت میں کشادگی عطا فرما۔ اے اللہ میرے تحیر میں اضافہ فرما۔"

سورۃ ۷، المص میں "ا" ۲۵۷۲ ہیں "ل" ۱۵۲۳، "م" ۱۱۶۵، اور "ص" ۹۸ ہیں۔ ان کا میزان ۵۳۵۸ ہوتا ہے اور یہ ۱۹ سے ۲۸۲ بار تقسیم ہو جاتا ہے (۱۹ × ۲۸۲) = ۵۳۵۸

اسی طرح سورۃ ۱۹ کھیعص میں ک ۱۳۷ ہیں ھ = ۱۶۸، ی = ۳۴۵ ع ۱۲۲، اور ص = ۲۶۔ ان کا میزان ۷۹۸ آتا ہے جو ۱۹ کا حاصل ضرب ہے (۱۹ × ۴۲) = ۷۹۸

زیر تبصرہ پہلی سورۃ یعنی سورۃ ۷ میں ہمیں ایک اشارہ ملتا ہے

ہمارے مصنف کا الہامی اشارہ۔ ملاحظہ فرمائیں آیت ۶۹ "ا وعجبتم......
وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ
فِي الْخَلْقِ [بَصۜطَةً] .....تفلحون ٥ ۷ : ۶۹

مہربانی فرما کر لفظ بَصۜطَةً پر غور کریں اور دیکھیں کہ اس کی ہجے "ب ص ط ت" سے کی گئی ہے لیکن "ص" کے اوپر ایک چھوٹی سی "س" ہے ہمیں یہ بات بتانے کے لئے کہ گو "ص" لکھا گیا ہے لیکن ہمیں اس کا تلفظ "س" سے کرنا چاہیئے عربوں کی زبان میں اور ان کی متعدد مقامی بولیوں میں لاکھوں الفاظ ہیں لیکن ان میں کوئی بَصۜطَةً نہیں ہے جو "ص" سے لکھا جاتا ہو عربی ایک صوتی زبان ہے۔ ہم دراصل وہی ہجے کرتے ہیں جو ہم واضح طور پر بولتے ہیں انگریزی کی طرح نہیں جہاں ہم تلفظ تو NIFE کرتے ہیں لیکن اس کی ہجے KNIFE کرتے ہیں یا FILOSFER لیکن اس کی ہجے PHILOSOPHER کرتے ہیں۔
تو پھر یہ لفظ بصطة کے مختلف ہجے کیوں کئے گئے۔

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوپر دی ہوئی آیت ۶۹ کا املا فرما رہے تھے اور جب لفظ بصطة پر آئے تو آپؐ نے اپنے کاتب سے کہا کہ جبریل امین کہتے ہیں کہ لفظ بَصۜطَةً کو "ص" کے ساتھ لکھو۔ بس انہوں نے اس کو ص کے ساتھ ہی لکھا اور اس طرح وہ ۱۴۰۰ سال سے اسی طرح ہے۔ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین یہ نہیں جانتے تھے کہ اس کو کس طرح ہجے کیا جائے۔ یقیناً وہ جانتے تھے کہ اس کو کس طرح ہجے کیا جائے دیکھئے مندرجہ آیت

....قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ
بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ القرآن ۲ : ۲۴۷

یہاں بسطة کی ہجے "س" کے ساتھ کی گئی ہے۔ تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہاں اسی لفظ بسطة کو "س" کے ساتھ ہجے کیا گیا ہے۔ اگر وہ اس کو یہاں صحیح ہجے کر سکتے تھے تو آیت ۷ : ۶۹ میں یہ فرق کیوں؟ ٹھیک ہے اس سے معنی میں کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیئے۔ اس لفظ کی ہجے 'س' سے کی جائے یا 'ص' سے۔ یہ صحیح ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح انگریزی کا لفظ DOCILE (اطاعت شعار) چاہے اس کی ہجے DOSILE کی جائے یا DOCILE معنی وہی رہیں گے۔ CIRCLE (دائرہ) یا SIRCLE معنی نہیں بدلتے ہیں۔ لیکن جبریل امین کو یہ کہنے کی کیا ضرورت محسوس ہوئی کہ پہلی جگہ اس لفظ کو کس طرح ہجے کیا جائے۔

تقریباً ایک ہزار سال سے زیادہ ہی عرصہ تک قرآن مجید ہاتھ سے نقل کیا جاتا رہا تھا اور باپ سے بیٹے کو منتقل ہوتا رہا تھا۔ قرآن کے وحی کئے جانے کے ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک چھپائی کے کارخانے نہیں تھے۔ ہر اہل علم کتابت کرتے ہوئے جب آیت ۲ - ۲۴۷ پر آئے انہوں نے لفظ بسطۃ کو از خود ایسا ہی لکھا۔ اور اس کی ہجے میں کوئی کوشش نہیں کرنا پڑی۔ کیونکہ زبان صوتی تھی۔ لیکن جب وہی کاتبان کتاب آیت نمبر ۷ : ۶۹ پر آئے تو ان میں سے ہر ایک کو اس غلط ہجے پر پریشان ہو جانا چاہیئے تھا! شاید ان کے باپ یا دادا سے کوئی غلطی ہو گئی ہوگی! نہیں۔ انہوں نے ہجے کو تبدیل کرنے کی ہمت بھی نہیں کی۔ کیونکہ اللہ کے فرشتہ نے آپ کو ایسا ہی املا کرایا تھا بس وہ ایسا ہی رہا۔ ہاتھ کی لکھی ہوئی لاکھوں نقول میں سے کسی ایک میں بھی اس ہجے کی تصحیح نہیں کی گئی۔ اگر کوئی بزعم خود عقلمند شخص کلام الہٰی کی تصحیح کرنے کی فطری آزادی اختیار کرتا تو ہمیں ان تین صورتوں میں جن میں "ص" بطور

حرف مقطعہ کے آیا ہے قطعی طور پر ایک "ص" کی کمی ہو جاتی اور اس طرح ہمارے پاس ۱۵۱ "ص" رہ جاتے جو ۱۹ کا حاصل ضرب نہیں ہے۔

آپ ایسے مصنف کے سامنے، جو قادر مطلق، حاضر و ناظر، اور خالق کائنات ہے، اپنے سر کو مطلق تحیر اور بندگی کے جذبہ کے ساتھ کیوں نہیں جھکاتے جو اپنی معرفت کے لئے نشانیوں پر نشانیاں دکھلا رہا ہے۔ یقیناً اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون

بے شک "یہ کتاب نصیحت" ہم ہی نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں ۔ القرآن ۱۵: ۹

قرآن کی ہر سورۃ جس کی ابتدا حرف مقطعات سے ہوئی ہے بڑی ہی عجیب اور حیرت انگیز طرز پایا جاتا ہے ان سورتوں میں حروف کو گن جائیے کہ وہ کتنی مرتبہ آئے ہیں اور پھر ان کو ۱۹ سے تقسیم کر دیکھئے اور جواب ہمیشہ بغیر استثناء کے قطعی ۱۹ کا حاصل ضرب ہوگا۔ کس کے پاس اتنا وقت ہے اور اتنی قابلیت کہ ایسے پیچیدہ ترین ریاضی کے قاعدہ کی ایجاد کرے؟ یقیناً وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہو سکتے جو تاریخ عالم میں معروف ترین ہستی تھی۔ اگر منکرین اب بھی ہمیں یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ضرور کسی قسم کا کمپیوٹر ہو گا جو انہوں نے ریگستان میں چھپا رکھا ہو گا جہاں وہ اپنی اس کتاب (قرآن) کو ریاضی کے اس طریقہ پر ترتیب دیا کرتے ہوں گے تو میں اپنے طور پر فوراً اس کمپیوٹر کے نظریہ کو مان لیتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہر طرح سے ایک گوشت پوست کے انسان تھے اپنے بصائر کو تحریف سے بچانے کے لئے اس پیچیدہ مربوط ریاضی کے طریقہ کو وضع کر لیا ہو گا۔

اس کتابچہ میں میں نے مشکل سے ہی اس حیرت انگیز انکشاف کا، جو

برف کی ایک جھیب پنہان کی مانند ہے، صرف ایک سرا ہی چھوا ہے۔ وہ لوگ جو اس موضوع پر زیادہ عمیق جانا چاہتے ہیں میں بڑی خوشی سے انہیں ڈاکٹر ارشاد خلیفہ پی ایچ ڈی کی اس کتاب کی سفارش کرتا ہوں جو اس مضمون پر تحریر کی گئی ہے میں ذاتی طور پر ڈاکٹر خلیفہ کا مرہون منت ہوں جنہوں نے اس موضوع پر میری آنکھیں کھول دیں۔

لیکن اس سے پیشتر کہ ہم اس ریاضیاتی معجزات کے مضمون سے رخصت ہوں مجھے اجازت دیں کہ مقطعات پر میں اپنا آخری نقشہ آپ کے سامنے پیش کروں جو ایسی سورتوں کے بارے میں ہے جو "ال م" (الم) کے مقطعہ سے شروع ہوتی ہیں۔ صرف اس مرتب شدہ معلومات کو ایک قطعہ کاغذ پر نقل کر لیں اور صرف ان کے میزانوں کی تنقیح کر لیں۔ باقی حروف کی انفرادی گنتی کو برقی جادوگروں یعنی کمپیوٹر پر چھوڑ دیں آپ کو فوراً اس مافوق الفطرت انسانی کاوشوں کی دیو قامت نوعیت کا جسے غلطی سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر دیا ہے، پوری طرح اندازہ ہو جائے گا (نقشہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

ان ۸ سورتوں میں "ال م" کی چکرا دینے والی تعداد ۲۶۶۷۶ ہے۔ اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳ سال تک گنتی ہی کرتے رہے اور اپنے دماغ میں اس عظیم تعداد کو تقسیم کرتے رہے اور اس وقت مطمئن ہوئے جب اسکا جواب ۱۴۰۴×۱۹ آ گیا یقین سے بعید ہے۔ اس سے زیادہ جزنکا دینے والی حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اپنی اس عظیم الشان ریاضیاتی صلاحیت کا تذکرہ کسی سے بھی نہیں کیا حتیٰ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی جو آپ کے یار غار اور عظیم صحابی تھے۔ اور نہ اپنی محبوب شریک حیات بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے۔ آپ نے اپنے وصال کے دن تک ستائش کی بھی تمنا نہیں کی۔ اس محیر العقول خاموشی کی آپ کوئی توجیہہ پیش کر سکتے ہیں۔

الٓمٓ

سورۃ	ا	ل	م
البقرہ ۲	۴۵۹۲	۳۲۰۴	۲۱۹۵
آل عمران ۳	۲۵۷۸	۱۸۸۵	۱۲۵۱
الاعراف ۷	۲۵۷۲	۱۵۲۳	۱۱۶۵
الرعد ۱۳	۶۲۵	۴۷۹	۲۶۰
العنکبوت ۲۹	۷۸۴	۵۵۴	۳۴۷
الروم ۳۰	۵۴۵	۳۹۴	۳۱۸
لقمان ۳۱	۳۴۸	۲۹۸	۱۷۷
السجدہ ۳۲	۲۶۸	۱۵۴	۱۵۸
	۱۲۳۱۲	۸۴۹۳	۵۸۷۱

→ ۸۴۹۳

→ ۵۸۷۱

۱۴۰۴ X19 = ۲۶۶۷۶

علیہا تسعۃ عشر

اس پر ۱۹ تعینات ہیں — القرآن ۷۴ : ۳۰

نواں باب

پیش گوئی اور اسکی تکمیل

ہم ان ذہن کو چونکا دینے والے حقائق کی روشنی میں یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور
ہیں کہ کوئی بشر حتیٰ کہ پوری نسل انسانی اپنے تمام کمپیوٹروں اور حساب لگانے
والی مشینوں کی مدد سے اس کلام مجید کا مثل پیش نہیں کر سکتی۔ یہ ریاضیاتی
تخلیق کا آخری معجزہ ہے۔ اگر آپ اب بھی
معجزہ —— قرآن ——
اس کے الہامی تصنیف ہونے میں کسی تذبذب میں مبتلا ہو کر ٹامک ٹوئیاں مار
اپنے کمپیوٹر سے کیوں نہیں معلوم کر لیتے۔
رہے ہیں تو پھر آپ اپنے کمپیوٹر سے کیوں نہیں
قرآن کریم پہلے ہی کمپیوٹر کے عمل سے گذر چکا ہے آپ ڈاکٹر راشد
"THE PERPETUAL "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا استمراری معجزہ"
خلیفہ کی کتاب
"MIRACLE OF MOHAMMAD - کا مطالعہ کیجئے۔ جب او پر دیئے ہوئے
ریاضی کے اتفاقات کو کمپیوٹر کے حوالہ کیا گیا اور اس "برقی ساحر" سے معلوم کیا گیا
کہ ایک ایسی کتاب کے کیا امکانات ہیں جو لکھی جائے اور اتفاق سے اس کو بڑی
کامیابی کے ساتھ ایک ایسے مختصر نظام میں ترتیب دے دیا جائے جس کی
بنیاد ۱۹ پر ہو؟

"WHAT ARE THE POSSIBILITIES OF A BOOK
BEING WRITTEN AND BY CHANCE SUCCESSFULLY

WEAVING AN INTERLOCKING SYSTEM BASED ON THE NUMBER 19?

کمپیوٹر کا جواب ہے "اس طرح کا واقعہ ۶۲۶ سیپٹی لین کے مقابلہ میں ایک واقعہ ہو سکتا ہے۔"

"SIX HUNDRED AND TWENTY - SIX SEPTILLIONS TO 1 AGAINST SUCH A HAPPENING".

اس غیر معمولی عدم مساوات کو زیادہ آسانی کے ساتھ سمجھنے کے لئے ان اعداد کو ہندسوں میں دیا جاتا ہے وہ یہ ہیں

۶۲۶،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰ اتفاقات کے مقابلہ میں ایک اتفاق۔

اس ریاضیاتی اساس پر تواتر کے ساتھ نئے حقائق منکشف ہو رہے ہیں جو "اتفاق" کے اس تفاوت کو اور زیادہ بڑھا دیتے ہیں۔

اوپر دیئے ہوئے اعداد کا حجم اور زیادہ مرعوب کن ہو جاتا ہے جب زندگی کے تفاوتات، جو حادثاتی طور پر اس زمین پر اتفاقات کے سلسلہ متواترہ کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں جیسا کہ منکرین ہمیں باور کراتے ہیں ہمارے کرۂ ارض پر زندگی کو وجود میں آنے اور قائم رہنے کے لئے لازمی شرائط کے طور پر کچھ امکانات یہ ہیں۔

۱۔ زمین کو اپنے محور پر ۱/۲ ۲۳ درجہ کے زاویہ پر جھکا ہونا چاہیئے۔

۲۔ زمین کی گردش صحیح رفتار پر ہونا چاہیئے۔

۳۔ سورج سے فاصلہ نہ نزدیک تر ہونا چاہیئے نہ زیادہ دور

۴۔ چاند کو بھی اپنی موجودہ دوری پر ہونا چاہیئے۔

۵۔ ہواؤں کا امتزاج جو ہمیں گھیرے ہوئے ہیں اپنے موجودہ تناسب سے ہونا چاہیئے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ٹھیک اسی طرح ہر عنصر جو زندگی کے وجود کے لئے ضروری ہے —— جیسا کہ وہ محض اتفاق سے ہمارے پاس ہے —— اس کے واقعہ نہ ہو سکنے کا امکان کروڑوں میں ایک ہے۔ لیکن قرآنی معجزے کا محض ایک زاویہ ان غیر معمولی باتوں کو گرد و باکڑ ور کر دیتا ہے۔ ہمیں اللہ کی اس عجیب و غریب کتاب کے دوسرے پہلو بھی اجاگر کرنے ہیں۔

ہم مسلمانوں کے لئے اس جدید قرآنی دریافت کا کیا مطلب ہونا چاہیئے؟

آج ہماری تعداد دنیا میں تقریباً ۹۰۰،۰۰۰،۰۰۰ ہے دیکھا جائے تو ہماری یہ تعداد بے کار ہے۔ ہم حقیقتاً ایک تیسرے درجہ کی قوم ہیں۔ اگر ہم اپنی پٹرول سے کمائی ہوئی ساری دولت کو امت مسلمہ کی از سر نو تعمیر پر لگا دیں تو بھی ہم مسلمان، روس، چین یا امریکہ کے ہم پلہ ہونے کے قابل نہیں ہو سکتے۔ ہم سائنس، ٹیکنالوجی، نکولائی طبیعات اور خلائی تحقیق پر جو قدم بھی آگے بڑھائیں گے یہ دیو قامت قومیں ہم سے دس قدم اور آگے ہو جائیں گی۔ ہم کبھی بھی ان کی برابری کے قابل نہیں ہوں گے۔ یہ صحیح ہے کہ قنوطیت مسلمانوں کے شایان شان نہیں، لیکن ہمیں حقیقت پسند ہونا چاہیئے

اس کے باوجود اللہ نے اپنی اس لاجواب کتاب میں وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اپنے دین کو (جس کے معنی طرز زندگی ہے اور جس کا ترجمہ عموماً مذہب کیا جاتا ہے) تمام دوسرے ادیان پر غالب کر دے گا

هُوَ الَّذِيٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝

وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اسے اور دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرکین کو بُرا ہی لگے۔

القرآن ۶۱ : ۹

یہی وعدہ ۴۸ : ۲۸ میں تھوڑے سے فرق سے دہرایا گیا ہے۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ؀ اور حق ظاہر کرنے کے لئے اللہ ہی کافی ہے

یہ قرآنی پیشین گوئیاں ہمارے اندر کس طرح پوری ہو سکتی ہیں جبکہ ہم دنیا میں ہدفِ تضحیک بنے ہوئے ہیں ہم دنیا میں کس طرح دہریوں کو، منکرین کو، عیسائیوں کو، کمیونسٹوں کو اور دوسرے عقائد والوں کو باور کرا سکتے ہیں جبکہ ہم اپنے وسائل آمدنی اور اپنی قوتوں کو لاحاصل کاموں میں ضائع کر رہے ہیں۔ تاہم ہم اپنی موجودہ خراب وخستہ اور مایوس کن حالت کے باوجود فتح یاب ہوں گے۔ وہی جس کے ہاتھوں میں ساری قوت ہے، اس معجزے کی تکمیل فرمائے گا۔

وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ط اللہ کا وعدہ سچا ہے القرآن ۴ - ۱۲۲

تاریخ میں بار بار اس کا مظاہرہ کیا گیا ہے کہ اللہ نے کس طرح اپنی تدبیر کو عملی جامہ پہنایا۔ مورخین عربوں کے اس اچانک عروج کی، جو ظلمت سے عزمت کی طرف اسلام کے ذریعے ہوا، توجیہ کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ ذرا تھامس کارلائل THOMAS CARLYLE کو اس منظر کو اس کے اپنے یکتا طرزِ نگارش میں بیان کرنے دیجئے۔

"A POOR SHEPHERD PEOPLE ROAMING UN-NOTICED IN ITS DESERT SINCE THE CREATION OF THE WORLD" (NO BODY HAD GIVEN THEM A SECOND LOOK -- ALEXANDER THE GREAT PASSED THEM BY,

THE ROMANS PASSED THEM BY - THIS HUMAN RUBBISH - AN ABSOLUTE LIABILITY TO ANY WOULD-BE CONQUEROR)" A HERO PROPHET WAS SENT DOWN TO THEM WITH A WORD THEY COULD BELIEVE: SEE, THE UNNOTICED BECOMES WORLD - NOTABLE, THE SMALL HAS GROWN WORLD - GREAT; WITHIN ONE CENTURY AFTERWARDS, ARABIA IS AT GRANADA ON THIS HAND, AT DELHI ON THAT; - GLANCING IN VALOUR AND SPLENDOUR AND THE LIGHT OF GENIUS, ARABIA SHINES THROUGH LONG AGES OVER A GREAT SECTION OF THE WORLD -- THESE ARABS, THE MAN MOHOMET, AND THAT ONE CENTURY, - IS IT NOT AS IF A SPARK HAD FALLEN, ONE SPARK ON A WORLD OF WHAT SEEMED BLACK UNNOTICEABLE SAND, BUT LO! THE SAND PROVES EXPLOSIVE POWDER, BLAZES, HEAVEN - HIGH FROM DELHI TO GRANADA!"

غریب ونادار چرواہوں کا ایک گروہ دنیا کے وجود میں آنے سے اب تک اپنے ان ہی ریگستانوں میں کسی کی توجہ مبذول کرائے بغیر مارا مارا پھرتا تھا۔ کسی نے بھی ان کی طرف التفات نہیں کیا سکندر اعظم ان سے صرف نظر کر گیا۔ ایرانیوں نے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ رومیوں نے بھی ان کو نظر انداز

کیا۔ یہ فضول قوم کسی مستقبل کے فاتح کے لئے ایک بار مطلق تھی۔ ایک مافوق البشری صفات کا مالک پیغمبر ان کے لئے بھیجا گیا ایک ایسے کلام کے ساتھ جس پر وہ ایمان لا سکیں۔ آپ یہ دیکھئے کہ وہ جو توجہ کے لائق نہ تھے دنیا کی توجہ کا مرکز بن گئے، چھوٹے لوگ دنیا کے بڑے لوگ ہو گئے اور صرف ایک ہی صدی میں۔ عرب کے اس ہاتھ پر غرناطہ تھا اور دوسری طرف دہلی۔ شوکت اور شجاعت کی دمک، اور ذہانت کی روشنی کی چمک سے عرب دنیا کے ایک بڑے حصہ پر صدیوں تک چمکتا رہا۔ یہ عرب اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ ایک صدی۔ کیا اس کی مثال یوں نہیں دی جا سکتی کہ ایک شرارہ گرا۔ ایک شرارہ دنیا کے ایک ایسے خطہ پر جو تاریک بے وقعت ریگ زار تھا۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ریگ زار دھماکہ خیز بارود ثابت ہوا۔ دہلی سے غرناطہ تک اٹھنے والے شعلوں سے منور ہو گیا،،

یہ الفاظ ایک دوستانہ رویہ رکھنے والے نقاد کے ہیں لیکن اس کو اس زہریلے یہودی کے تبصرے سے موازنہ کریں جو "تاریخ ادویہ" لکھتے ہوئے اپنے سامی النسل ابن عم کے بارے میں جگر خراش طنز کرتا ہے "اونٹ ہانکنے والے اور بکریاں چرانے والے قیصروں کے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں" کیسی عمیق صداقت کو کس نفرت سے بیان کیا گیا ہے۔ تمام سامی النسل —— فونیشین (فلسطینی) —— یورپ بحیثیت تاجروں کے گئے، لیکن یہودی پناہ گیر اور قیدی کی حیثیت سے گئے۔ تنہا عرب ہی یورپ بادشاہوں کی حیثیت سے گئے۔

یہ ہے جو اللہ نے ماضی میں کیا تھا اور وہی آسانی کے ساتھ ایسا دوبارہ کر سکتا ہے۔ منگولوں کو یاد کریں۔ کس طرح اسلام نے، اسلامی حکومت کو فتح کرنے والوں کو فتح کر لیا تھا۔ ابتدائی وحشیانہ قتل و خون کے بعد وہ رضا کارانہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور صدیوں تک اس کے حامی و ناصر اور سر بلند کرنے والے رہے۔

تاریخ عالم اس خدائے رحیم کے طاقت ور ہاتھوں کی مثالوں سے بھری پڑی ہے جس نے ایک لمحہ میں قعر ذلت میں پڑی ہوئی قوموں کو جلیل القدر عظمتوں پر فائز کر دیا اس کے دست قدرت کو دیکھو کہ وہ ناممکن کو ممکن کر دیتا ہے اگر اس کا دین آج کی اعلیٰ ترین سیاسی قوتوں کے ہاتھوں میں ہوتا جن کے پاس جوہری ہتھیار، خلائی راکٹ، دیو ہیکل چھاپے کی مشینیں، تنظیمی صلاحیتیں اور تمام مادی ذرائع موجود ہیں اور اگر وہ یعنی اللہ یہ چاہتا کہ اس کی مشیت انہیں ہاتھوں سے عمل پیرا ہو تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہوتی، لیکن اگر زمانے کے مارے ہوئے، پستی میں گرے ہوئے اور دربدر کی ٹھوکریں کھائے ہوئے لوگ جن کو یہ دنیا کے زور آور اور مغرور حرف غلط کی طرح مٹانا چاہتے ہیں، ان کے ہاتھوں یہ مشیت پوری ہو تو حقیقتاً یہ ایک معجزہ ہوگا۔

یہ ہمارا استحقاق اور فطری حق ہے کہ کرہ ارض کی اقوام کو دعوت مبارزت دیں، بندوق اور ڈائنامیٹ کے ساتھ نہیں بلکہ ذہنی ہتھیاروں سے عقلی طور پر۔ اللہ نے ہمیں برتری عطا فرمائی ہے اس نے ہمیں ایک ذہن عطا کیا ہے اور ہمیں اس میں کسی چیز کے لئے معذرت خواہی کی ضرورت نہیں۔ ہمارے لئے نوع انسانی کے ہر مسئلہ کا جواب اسلام میں موجود ہے۔ پہلے ہم کافروں کو ذہنی قبولیت کے لئے آمادہ کریں باقی باتیں اس کے جلو میں آئیں گی جس طرح رات کے بعد دن خود بخود آتا ہے۔ ہم اپنے مخالفین کو یہ ثابت کر دیں کہ قرآن خدا کا حقیقی کلام ہے۔ اس کی معجزانہ ترتیب کو دلیل سے سمجھائیں جسے صرف ایک قادر مطلق اور حاضر و ناظر ہستی ہی پیش کر سکتی ہے یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم کافروں کو اسلام کی دعوت دیں اور وہ اس طرح کہ ہمارے ایک ہاتھ میں قرآن ہو اور دوسری طرف استدلال۔ ہم نوع انسانی کے دل و دماغ کو فتح کرنے کیلئے آگے بڑھیں!

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ

اے نبی لوگوں کو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اپنے رب کے راستہ کی طرف بلاؤ۔

القرآن ۱۶ : ۱۲۵

اور دانشمندی کا تقاضا ہے کہ ہمیں لوگوں سے ان کے ذہنی پس منظر اور اپنے تجربات کے مطابق گفتگو کرنا چاہیئے۔ اب ہم کمپیوٹر کے عہد میں رہتے ہیں۔ اس طلسماتی حیوان کے بغیر ہماری تمام تر ترقی ایک ٹھہراؤ پر آجائے گی۔ ہمارے ہوائی ذرائع، ہماری بنک کاری، ہمارے ٹیلی فون اس بندہ غلام کے بغیر قطعاً" بے بس ہوں گے جو کہ اب ہمارا آقا بن گیا ہے۔ اگر امریکہ میں ٹیلی فون کا رشتہ ایک دن کے لئے بھی کمپیوٹر سے منقطع ہو جائے تو ۱۸ سال سے ۴۵ سال تک کی ہر عورت تنہا اسی ایک کام کے لئے حالت جنگ کی طرح حرکت پذیر ہو جائے گی کیونکہ اب دستی ساز و سامان تو موجود ہی نہیں۔

ہر شخص نے خواہ اس نے کمپیوٹر دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو اس مشین کے طلساتی اور حیرت زا کارکردگی کے بارے میں سنا ضرور ہوگا کیونکہ اس کی زندگی اس کی اثر پذیری سے کسی نہ کسی طرح متاثر ہوتی رہتی ہے۔ اور حیرت انگیز طور پر یہ آپ کو صحیح جواب دیتی ہے چاہے وہ کسی عیسائی کی ملکیت میں ہو یا کیمونسٹ کی۔ اگر آپ کمپیوٹر سے یہ معلوم کرنا چاہیں، چاہے وہ آپ کے اپنے ہی پہلے سے سوچے سمجھے ہوئے خیالات ہوں، ایک جمع ایک کتنے ہوتے ہیں تو اس کا یقینی جواب ہمیشہ تین ہوگا۔ اگر آپ کسی رومن کیتھولک عیسائی کے ذاتی کمپیوٹر سے معلوم کریں "خدا باپ، خدا بیٹا اور خدا روح القدس۔ یہ سب مل کر کتنے خدا بنتے ہیں۔ اس کا بے جھجک فوری جواب ہوگا "تین"۔ اس کو اپنے مالک کے بارے میں نہ ئی احساس ہوگا اور نہ ہمدردی جو "ایک" سننے کا متمنی تھا۔

آپ دنیا کی تعلیم یافتہ اقوام سے ایک ایسی زبان میں بات کریں جسے وہ آسانی سے سمجھتی ہو ـــــ قطعی سائنس کی زبان ریاضی ـــــ اور آپ ان کو قرآنی ریاضی کا حیرت انگیز محیر٭ شاہکار دکھائیں جس کے ذریعہ اس کے خالق ـــــ خدائے برتر ـــــ نے اپنی کتاب کو ہر طرح کی انسانی تحریف سے محفوظ کر دیا ہے اور ان کے خالق کی دعوت مبارزت کی روشنی میں ان کو مقابلہ کے لئے بلائیں۔

قُلۡ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَ الۡجِنُّ عَلٰۤی اَنۡ یَّاۡتُوۡا

بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا یَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ

وَ لَوۡ کَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِیۡرًا ۝

کہدو کہ اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔

القرآن ۱۷ : ۸۸

قرآن کی اس نئی دریافت سے ہم مندرجہ ذیل پانچ نتائج حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

۱۔ یہ اسلام کے مخالفین کے دلوں میں ایک زبردست حیرانی پیدا کر دے گا۔

۲۔ یہ مخلص یہودی اور عیسائی مثلاً جیولس میسرمین JULES MASSERMAN اور مائیکل ایچ ہارٹ MICHAEL H. HART جو اسلام کے متعلق اچھی رائے رکھتے ہیں، کو قائل کر دے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کا سرچشمہ خدائے برتر ہے اور قرآن مجید جو غلطیوں سے پاک اللہ کا ناقابل تردید کلام ہے، قطعاً محفوظ ہے۔

٭ QUARANIC MATHEMATICAL INTERLOCKING MARVEL

۳۔ یہ مسلمانوں کے یقین میں اضافہ کرے گا اور اسے قوت عطا کرے گا جنہیں
پہلے ہی سے یہ ایمان ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔

۴۔ یہ مسلمانوں اور اہل کتاب کے دلوں میں موجود تمام چھپے ہوئے شبہات
کو مٹا دے گا۔

۵۔ اور آخری بات یہ ہے کہ وہ ان متعصب منافقین اور بدقسمت توہم
پرستوں کو بے نقاب کر دے گا جن کا برا ٹھکانہ دوزخ ہے اور جسے خدائے برتر
نے ان لوگوں کے لئے تیار کر رکھا ہے جو جان بوجھ کر اسکی ہدایت کو رد کرتے ہیں۔

آخر میں میری عاجزانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی منتخب برکات حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائے اور مسلمانوں میں ایسا جذبہ پیدا کرے جو اس
کی رحمت اور بزرگی کے شایانِ شان ہو۔ اس نے ان سب کو نوازا ہے جو
احسان مندی کے ساتھ اس کی عبادت کرتے ہیں۔ آمین

وسیجزی اللہ الشکرین

اور اللہ شکر گذاروں کو بڑا ثواب دے گا

القرآن ۳۔۱۴۴

......کچھ شیخ احمد دیدات کے بارے میں

احمد دیدات ۱۹۱۸ء میں تڈکیشور جو سورت، گجرات بھارت کی ایک
مضافاتی بستی ہے پیدا ہوئے۔ ان کے والد ترک مکانی کر کے جنوبی افریقہ چلے
گئے جو پہلے ایک برطانوی نوآبادی تھی اور اس زمانہ میں برطانوی ہند سے کافی
لوگوں نے ترک وطن کر کے وہاں آباد ہونا شروع کر دیا تھا۔

سورت ایک بندرگاہ ہونے کے سبب ہندوستان میں مسلمانوں کی آ
کا ایک دروازہ تھا۔ اسی لئے اس جوار میں مسلمان اہل علم وفن کے اہم مراکز
بھی قائم ہو گئے تھے انہیں میں ڈھابیل کے مقام پر علمائے دیوبند نے ایک دینی
مدرسہ بھی قائم کیا تھا جس میں تدریس کا شرف گرامی قدر انور شاہ کشمیریؒ
شبیر احمد عثمانیؒ محمد یوسف بنوریؒ مفتی عتیق الرحمٰن اور بدر عالم
میرٹھی جیسی عظیم شخصیات سے عبارت ہے اس دینی ماحول کا اثر وہاں کے
پورے معاشرے پر تھا۔ احمد دیدات نے اسی ماحول میں آنکھیں کھولیں کیونکہ
ان کا گھرانہ اسی دینی رنگ میں رنگا ہوا تھا۔

جنوبی افریقہ پہنچ کر احمد دیدات کا خاندان ڈربن میں آباد ہو گیا۔ یہاں
دینی تعلیم کا کوئی انتظام نہ تھا اس لئے احمد دیدات نے دینی تعلیم اپنے گھر پر ہی
حاصل کی۔ البتہ دنیاوی تعلیم کے لئے انہیں ایک مقامی اسکول میں داخل کر دیا

گیا تعلیم کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے والد کی دکان پر بھی بیٹھنا شروع کر دیا جو جنوبی ساحلِ سمندر پر واقع تھی۔ اتفاقاً دکان کے سامنے آدم مشن تھا جو عیسائیت کی تبلیغ بڑے موثر انداز میں کر رہا تھا۔ عیسائی پادری مسلمانوں کی نوجوان نسل میں عیسائیت کا پرچار کرتے تھے یہ نوجوان نہ اپنے دین سے واقف تھے اور نہ عیسائیت اور دوسرے ادیان سے۔ احمد دیدات نے اپنے طور پر اس صورتحال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے قرآن کا گہرا مطالعہ شروع کر دیا اور دینی کتابوں کی ورق گردانی بھی ساتھ ہی بائبل پر غور وخوض کرنے کے لئے وقت نکالا۔ مختلف تبلیغی پروگراموں میں شرکت کی۔ عیسائی پادریوں سے گفتگو کی۔ مناظرے سنے اور عالمی مذاہب کا تقابلی مطالعہ شروع کر دیا۔ اسی دوران اتفاقاً احمد دیدات کو اپنے گھر کی کتابوں کی چھان بین کے دوران "اظہار الحق"[5] نامی ایک کتاب ملی جس میں دہلی (بھارت) میں ہونے والے ایک مناظرہ کی تفصیلی روداد درج تھی جو شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اور عیسائی مبلغ پادری فاؤنڈر کے درمیان برپا ہوا تھا اور جس میں ایک بہت بڑی تعداد اسلام اور عیسائیت کے درمیان اس تاریخی معرکہ کو دیکھنے آئی تھی یہ مناظرہ اسلام کے حق پر منتج ہوا۔ احمد دیدات اس مناظرے سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے مناظرے کی تکنیکی خوبیوں کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا۔ یہ دراصل ایک نشانِ راہ تھا انہوں نے عہد کیا کہ وہ اس مشن کو آگے بڑھائیں گے۔

اتفاق سے انہیں ایک نومسلم ساتھی غلام حسین ونکر مل گئے جنہوں نے ان کی ہمت افزائی کی اور ڈربن میں ایک اسلامی تبلیغی مرکز کی بنیاد ڈالی جس کے احمد دیدات صدر منتخب ہوئے یہ مرکز ۱۹۵۸ء میں قائم ہوا لیکن بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ احمد دیدات اس وقت ۱۵ روپے کماتے تھے اور ان کا رفیق کار

۵ تصنیف مولوی رحمت اللہ کیرانوی

غلام حسین ونکر ۱۰۰ روپیہ۔ اتنی قلیل رقم اور اتنا بڑا دعوتی کام۔ اس پر طرہ یہ کہ عام مسلم معاشرہ کا ہر فرد اپنی ذمہ داریوں سے نہایت حد تک غافل۔ لیکن جب خدا کسی فرد سے کوئی کام لینا چاہتا ہے تو اپنی نصرت کے دروازے اس پر کھول دیتا ہے۔ چنانچہ ان کے دینی جذبہ سے متاثر ہو کر کچھ نوجوان آگے بڑھے۔ انہیں میں نومسلم یوسف بوکس ایک ایسے نوجوان ہیں جنہوں نے ایک مبلغ کا موثر رول اختیار کر لیا ہے۔ وکالت کا پیشہ ترک کر کے خود کو دعوت تبلیغ اسلام کے لئے وقف کر دیا ہے۔ اسلامی تبلیغی مرکز میں تین ماہ کا ایک تربیتی نصاب جاری کیا گیا ہے جہاں نوجوان گریجویٹس کو جو انگریزی پر اچھی دسترس رکھتا ہو بغیر کسی معاوضہ کے تبلیغ دین کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ اسلام اور دیگر مذاہب کا تقابلی مطالعہ فن تقریر، مناظرے کی صلاحیت اور دلائل و براہین سے استدلال کی مہارت پر کافی زور دیا جاتا ہے۔

احمد دیدات ۱۹۴۹ء میں کراچی بھی آئے تھے اور دو سال قیام کے بعد واپس ڈربن چلے گئے۔ اب دعوت تبلیغ کی خاطر وہ اپنے بیٹے یوسف کے ساتھ دنیا کے تفصیلی دورے پر رہتے ہیں اور رشد و ہدایت میں سرگرم عمل ہیں۔ انہیں خدمات کے صلے میں انہیں شاہ فیصل ایوارڈ سے بھی نوازا گیا ہے اور اس اعزاز کے حصول میں وہ پہلے افریقی باشندے ہیں اس ایوارڈ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پہلا شاہ فیصل ایوارڈ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور دوسرا محترم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی خدمت میں اور اب یہ تیسرا ایوارڈ ہے جو شیخ احمد دیدات کو ان کی دینی خدمات کے اعتراف کے طور پر دیا گیا ہے۔ اسی سے ان کی اسلامی تبلیغی خدمات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آپ نے ایثار سے کام لیتے ہوئے اس ایوارڈ کی

رقم جو تقریباً پچاس ہزار ڈالر بنتی تھی اپنے اسی "اسلامک انٹرنیشنل سینٹر" کو تبلیغی سرگرمیوں کے فروغ کے لئے دے دی۔

آپ کی اب تک ۱۵ انگریزی تصنیفات اور ۳۰ تبلیغی ویڈیو کیسٹ منظر عام پر آ چکے ہیں۔

۱۹۸۶ء کی آخری سہ ماہی میں احمد دیدات امریکہ اور کینیڈا کے تبلیغی مشن پر گئے تھے وہاں آٹھ امریکی ریاستوں میں عیسائی مبلغین کے ساتھ متعدد مناظر ہوئے جو سات سو ٹی وی اسٹیشنوں سے نشر ہوئے۔ ان مناظروں میں احمد دیدات نے بائیبل کے دس مختلف نسخوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سوال کیا کہ یہ تمام نسخے اپنے مندرجات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں اس کے باوجود بیک وقت مروج بھی ہیں، ان میں سے کس نسخہ کو درست تسلیم کیا جائے اس کا جواب کوئی عیسائی مبلغ نہ دے سکا۔ پادری "جمی سواگرٹ" امریکہ کا لشپ اعظم مبلغ مناظرے اور گفتگو کا ماہر اور کئی کتابوں کا مصنف ہے۔ اس کے ساتھ احمد دیدات کا مناظرہ بڑا دلچسپ رہا۔ اس سوال پر کہ "کیا بائیبل کلام خدا ہے" احمد دیدات نے کہا کہ اس کتاب میں جو بائیبل کہلاتی ہے ایسی ایسی شرمناک عبارتیں موجود ہیں جنہیں کسی طور پر بھی کلام خدا قرار نہیں دیا جاسکتا۔ مثلاً عہد نامہ عتیق کے صحیفہ "حزقی ایل" کا ۲۳واں باب جس میں دو بدکار بہنوں کی حکایت اتنے فحش انداز میں بیان کی گئی ہے کہ اس کے ذکر ہی سے شرم آتی ہے، ایک حیادار شخص مشکل سے ہی اس کی تلاوت کر سکتا ہے ایسی مبتذل تحریر صحیفہ آسمانی سے تو کجا کسی شریف آدمی سے بھی منسوب نہیں کی جاسکتی۔ احمد دیدات نے نقد انعام کی پیشکش کے ساتھ جمی سواگرٹ کو اس عبارت کو مجمع میں پڑھ کر سنانے کی دعوت دی۔ پیہم اصرار پر بھی سواگرٹ نے اس عبارت کو شکست خوردہ پست آواز میں بڑی خجالت

کی کیفیت میں پڑھا۔ اس دوران سماعت گاہ میں کامل سکوت رہا اور سامعین شرم سے اپنی گردنیں جھکائے بیٹھے رہے۔ مناظرے کے بعد عیسائی سامعین بائیبل کے اسٹالوں کا رخ کرنے کی بجائے احمد دیدات کی کتاب "کیا بائیبل کلام خدا ہے" کی خریداری پر ٹوٹ پڑے۔

جولیس نائریرے تنزانیہ (مشرقی افریقہ) کی سرکاری پارٹی کا سربراہ اور ملک کا صدر تھا۔ انتہائی سخت گیر اور متعصب عیسائی لیڈر رہا ہے۔ اپنے دور اقتدار میں اس نے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے اور یہ دعویٰ کیا کہ دس سال کے اندر ملک کی ۸۰ فی صد مسلم آبادی کو اقلیت میں تبدیل کر دیا جائے گا سوشلزم کی آڑ میں اس نے عیسائی حکومت قائم کی۔ ملک کے دارالحکومت "دارالسلام" کا جہاں مسلمان ۹۰ فی صد ہیں نام بدل کر سیکولر نام رکھنے کی کوشش بھی کی۔ تنزانیہ کے پڑوسی مسلم ممالک کے حکمرانوں اور اس میں آباد مسلم آبادی کا جینا حرام کر دیا اسی نے یوگنڈا میں عیدی امین کی حکومت کا تختہ الٹ کر عیسائی حکومت قائم کی اور مسلمانوں کا قتل عام کرایا۔ اسی نے زنجبار کی آزاد اور خود مختار عرب سلطنت کو ختم کر کے زبردستی تنزانیہ کی سوشلسٹ یونین میں شامل کر لیا اور اس کی عرب مسلم انفرادیت ختم کر کے رکھ دی۔ عربی جو سرکاری زبان تھی، کو ختم کر کے مقامی زبان رائج کی اور عربی رسم الخط کو رومن رسم الخط میں تبدیل کر دیا۔ گویا جولیس نائریرے اپنے دور کا چنگیز ثانی بن کر ابھرا۔ ادھر رحمت حق جوش میں آئی۔ جس طرح چنگیز خاں کی اولاد کو دولت اسلام سے نواز کر کعبہ کی پاسبانی کا شرف بخشا گیا تھا، اسی طرح احمد دیدات کے فارغ التحصیل شاگردوں نے جولیس نائریرے کے بیٹوں، بیٹیوں اور بہو کو اسلام کی ابدی دولت سے مالا مال کر دیا۔ نائریرے نے قبول اسلام کا اعلان تو نہیں کیا لیکن اپنے بیٹوں کے قبول اسلام کے بعد اپنی

حکمت عملی میں زبردست تبدیلیاں کیں اور اسلام کے بارے میں اپنا رویہ یکسر تبدیل کردیا۔ ملک کے عہدہ صدارت سے دستبردار ہو کر تنزانیہ کے معروف مسلم رہنما شیخ علی حسن موینے کو صدر نامزد کردیا جو جامعہ ازہر مصر کے گریجویٹ ہیں۔ شیخ علی حسن نے تنزانیہ کے مسلمانوں کے ساتھ کی گئی تمام ناانصافیوں کو یک قلم منسوخ کردیا اسلام کی تبلیغ کی عام اجازت دے دی جس کے نتیجہ میں رواں سال کے ابتدائی مہینوں میں دارالسلام میں ایک مناظرے کا اہتمام کیا گیا جس میں نائریرے کے تینوں بیٹے مسلم مبلغین کے دوش بدوش مکمل تعاون کے ساتھ سرگرم عمل رہے۔ مسلم مبلغین عربان شیخ موسیٰ فونڈی، شیخ احمد کامیمبا، شیخ محمد متانا جو بالکل نوجوان ہیں، احمد دیدات کے شاگرد ہیں، ان کے قائم کردہ اسلامی بین الاقوامی تبلیغی مرکز ڈربن سے فارغ التحصیل ہیں۔ اس مناظرے کے روح رواں تھے۔ ان مبلغین کا انداز بیان انتہائی جارحانہ بلکہ علمی رہا جبکہ عیسائی مبلغین کا معذرت خواہانہ اور مدافعانہ۔ اس مناظرے میں جو ایک کھلے میدان میں منعقد کیا گیا تھا ستر ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی تھی۔ اور مناظرے کے اختتام پر تین سو افراد نے قبول اسلام کیا گویا یوں افریقہ میں فروغ اسلام کے سلسلہ میں احمد دیدات کی کوششیں بار آور ہو رہی ہیں اور وہ دن دور نہیں جب افریقہ ایک مسلم اکثریتی براعظم کے طور پر ابھر کر دنیا کے افق پر جلوہ نما ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

اشاریہ

شخصیات

کتابیات

ادارہ، کتاب، مجلہ

مستشرقین کے اقتباسات

شہر ملک اور قومیں

(۴) جولیس، میسر لین ۶۳ — (۶) لا۔ مارٹن ۶۲/۸۷

(۵) گبن ۵۹ — (۷) مارماڈیوک پکھتال ۴۲

(۸) مائیکل، ایچ ہارٹ ۶۵

شانِ نزول کے مطابق قرآن مجید کی سورتوں کی ترتیب

العدد	السورة			رکوعاتها	آیاتها	عدد تلاوتی
۱	ألعلق	مكية	یہ نزولِ قرآن کی پہلی سورت ہے۔	۱	۱۹	۹۶
۲	ألقلم	مكية	صرف آیات ۱۷ تا ۳۳ اور آیات ۴۸ تا ۵۰ کا مدینہ میں نزول۔	۲	۵۲	۶۸
۳	ألمزمل	مكية	صرف آیات ۱۰، ۱۱، ۲۰ کا مدینہ میں نزول۔	۲	۲۰	۷۳
۴	ألمدثر	مكية		۲	۵۶	۷۴
۵	ألفاتحة	مكية		۱	۷	۱
۶	ألمسد	مكية		۱	۵	۱۱۱
۷	ألتكوير	مكية		۱	۲۹	۸۱
۸	ألأعلى	مكية		۱	۱۹	۸۷
۹	أليل	مكية		۱	۲۱	۹۲
۱۰	ألفجر	مكية		۱	۳۰	۸۹
۱۱	ألضحى	مكية		۱	۱۱	۹۳
۱۲	ألشرح	مكية		۱	۸	۹۴
۱۳	ألعصر	مكية		۱	۳	۱۰۳
۱۴	ألعديت	مكية		۱	۱۱	۱۰۰
۱۵	ألكوثر	مكية		۱	۳	۱۰۸
۱۶	ألتكاثر	مكية		۱	۸	۱۰۲
۱۷	ألماعون	مكية	پہلی تین آیات مکی، باقی پوری سورت مدینہ میں نازل ہوئی۔	۱	۸	۱۰۷
۱۸	ألكفرون	مكية		۱	۶	۱۰۹
۱۹	ألفيل	مكية		۱	۵	۱۰۵
۲۰	ألفلق	مكية		۱	۵	۱۱۳
۲۱	ألناس	مكية		۱	۶	۱۱۴
۲۲	ألإخلاص	مكية		۱	۴	۱۱۲
۲۳	ألنجم	مكية	صرف آیت ۳۲ مدینہ میں نازل ہوئی۔	۳	۶۲	۵۳
۲۴	عبس	مكية		۱	۴۲	۸۰
۲۵	ألقدر	مكية		۱	۵	۹۷
۲۶	ألشمس	مكية		۱	۱۵	۹۱
۲۷	ألبروج	مكية		۱	۲۲	۸۵
۲۸	ألتين	مكية		۱	۸	۹۵
۲۹	قريش	مكية		۱	۴	۱۰۶
۳۰	ألقارعة	مكية		۱	۱۱	۱۰۱

العدد	السورة		ركوعاتها	آياتها	عدد نزولها
٣١	ألقيمة	مكيّة	٢	٤٠	٧٥
٣٢	ألهمزة	مكيّة	١	٩	١٠٤
٣٣	ألمرسلت	مكيّة صرف آیت ٤٨ مدینہ میں نازل ہوئی۔	٢	٥٠	٧٧
٣٤	ق	مكيّة صرف آیت ٣٨ مدینہ میں نازل ہوئی۔	٣	٤٥	٥٠
٣٥	ألبلد	مكيّة	١	٢٠	٩٠
٣٦	ألطارق	مكيّة	١	١٧	٨٦
٣٧	ألقمر	مكيّة صرف آیات ٤٤، ٤٥، ٤٦ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	٣	٥٥	٥٤
٣٨	ص	مكيّة	٥	٨٨	٣٨
٣٩	ألأعراف	مكيّة صرف آیات ١٦٣ تا ١٧٠ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	٢٤	٢٠٦	٧
٤٠	ألجن	مكيّة	٢	٢٨	٧٢
٤١	يس	مكيّة صرف آیت ٤٥ مدینہ میں نازل ہوئی۔	٥	٨٣	٣٦
٤٢	ألفرقان	مكيّة صرف آیات ٦٨، ٦٩، ٧٠ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	٦	٧٧	٢٥
٤٣	فاطر	مكيّة	٥	٤٥	٣٥
٤٤	مريم	مكيّة صرف آیات ٥٨، ٧١ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	٦	٩٨	١٩
٤٥	طه	مكيّة صرف آیات ١٣٠، ١٣١ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	٨	١٣٥	٢٠
٤٦	ألواقعة	مكيّة صرف آیات ٨١، ٨٢ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	٣	٩٦	٥٦
٤٧	ألشعراء	مكيّة صرف آیت ١٩٧ اور آیات ٢٢٤ سے سورت کے آخر تک مدینہ میں نازل ہوئیں۔	١١	٢٢٧	٢٦
٤٨	ألنمل	مكيّة	٧	٩٣	٢٧
٤٩	ألقصص	مكيّة صرف آیت ٥٢ تا ٥٥ مدینہ میں اور آیت ٨٥ جحفہ میں ہجرت کے دوران نازل ہوئی۔	٩	٨٨	٢٨
٥٠	ألإسراء	مكيّة صرف آیات ٢٦، ٣٢، ٣٣، ٥٧ اور آیات ٧٣ تا ٨٠ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	١٢	١١١	١٧
٥١	يونس	مكيّة صرف آیات ٤٠، ٩٤، ٩٥، ٩٦ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	١١	١٠٩	١٠
٥٢	هود	مكيّة صرف آیات ١٢، ١٧، ١١٤ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	١٠	١٢٣	١١
٥٣	يوسف	مكيّة صرف آیات ١، ٢، ٣، ٧ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	١٢	١١١	١٢
٥٤	ألحجر	مكيّة صرف آیت ٨٧ مدینہ میں نازل ہوئی۔	٦	٩٩	١٥
٥٥	ألأنعام	مكيّة صرف آیات ٢٠، ٢٣، ٩١، ٩٣، ١١٤، ١٤١، ١٥١، ١٥٢، ١٥٣ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	٢٠	١٦٥	٦

العدد	السورة		ركوعاتها	آياتها	عدد نزولها
٥٦	ألصّٰفّٰت	مكيّة	٥	١٨٢	٣٧
٥٧	لقمٰن	مكيّة صرف آیات ٢٧، ٢٨، ٢٩ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	٤	٣٤	٣١
٥٨	سبأ	مكيّة صرف آیت ٦ مدینہ میں نازل ہوئی۔	٦	٥٤	٣٤
٥٩	ألزمر	مكيّة صرف آیات ٥٢، ٥٣، ٥٤ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	٨	٧٥	٣٩
٦٠	غافر	مكيّة صرف آیات ٥٦، ٥٧ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	٩	٨٥	٤٠
٦١	فصّلت	مكيّة	٦	٥٤	٤١
٦٢	ألشورى	مكيّة صرف آیات ٢٣، ٢٤، ٢٥، ٢٧ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	٥	٥٣	٤٢
٦٣	ألزخرف	مكيّة صرف آیت ٥٤ مدینہ میں نازل ہوئی۔	٧	٨٩	٤٣
٦٤	ألدخان	مكيّة	٣	٥٩	٤٤
٦٥	ألجاثية	مكيّة صرف آیت ١٤ مدینہ میں نازل ہوئی۔	٤	٣٧	٤٥
٦٦	ألأحقاف	مكيّة صرف آیات ١٠، ١٥، ٣٥ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	٤	٣٥	٤٦
٦٧	ألذّٰريٰت	مكيّة	٣	٦٠	٥١
٦٨	ألغٰشية	مكيّة	١	٢٦	٨٨
٦٩	ألكهف	مكيّة صرف آیت ٢٨ اور آیات ٨٣ تا ١٠١ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	١٢	١١٠	١٨
٧٠	ألنحل	مكيّة صرف آخری تین آیات مدینہ میں نازل ہوئیں۔	١٦	١٢٨	١٦
٧١	نوح	مكيّة	٢	٢٨	٧١
٧٢	إبراهيم	مكيّة صرف آیات ٢٨، ٢٩ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	٧	٥٢	١٤
٧٣	ألأنبياء	مكيّة	٧	١١٢	٢١
٧٤	ألمؤمنون	مكيّة	٦	١١٨	٢٣
٧٥	ألسجدة	مكيّة صرف آیات ١٦ تا ٢٠ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	٣	٣٠	٣٢
٧٦	ألطور	مكيّة	٢	٤٩	٥٢
٧٧	ألملك	مكيّة	٢	٣٠	٦٧
٧٨	ألحاقّة	مكيّة	٢	٥٢	٦٩
٧٩	ألمعارج	مكيّة	٢	٤٤	٧٠
٨٠	ألنبأ	مكيّة	٢	٤٠	٧٨
٨١	ألنّٰزعٰت	مكيّة	٢	٤٦	٧٩

العدد	السورة			رکوعاتها	آیاتها	عدد نزولها
۸۲	ألإنفطار	مكية		۱	۱۹	۸۲
۸۳	ألانشقاق	مكية		۱	۲۵	۸٤
۸٤	ألروم	مكية	صرف آیت ۱۷ مدینہ میں نازل ہوئی۔	٦	٦۰	۳۰
۸۵	ألعنكبوت	مكية	صرف آیات ۱ تا ۱۱ مدینہ میں نازل ہوئیں۔	۷	٦۹	۲۹
۸٦	ألمطففين	مكية	یہ مکہ میں نازل ہونے والی آخری سورت ہے۔	۱	۳٦	۸۳
۸۷	ألبقرة	مدنية	صرف آیت ۲۸۱ حجۃ الوداع پر منیٰ میں نازل ہوئی۔	٤۰	۲۸٦	۲
۸۸	ألأنفال	مدنية	صرف آیات ۳۰ تا ۳٦ مکہ میں نازل ہوئیں۔	۱۰	۷۵	۸
۸۹	أل عمران	مدنية		۲۰	۲۰۰	۳
۹۰	ألأحزاب	مدنية		۹	۷۳	۳۳
۹۱	ألممتحنة	مدنية		۲	۱۳	٦۰
۹۲	ألنساء	مدنية		۲٤	۱۷٦	٤
۹۳	ألزلزلة	مدنية		۱	۸	۹۹
۹٤	ألحديد	مدنية		٤	۲۹	۵۷
۹۵	محمد	مدنية	صرف آیت ۱۳ ہجرت کے سفر میں راستہ میں نزول ہوئی۔	٤	۳۸	٤۷
۹٦	ألرعد	مدنية		٦	٤۳	۱۳
۹۷	ألرحمٰن	مدنية		۳	۷۸	۵۵
۹۸	ألإنسان	مدنية		۲	۳۱	۷٦
۹۹	ألطلاق	مدنية		۲	۱۲	٦۵
۱۰۰	ألبينة	مدنية		۱	۸	۹۸
۱۰۱	ألحشر	مدنية		۳	۲٤	۵۹
۱۰۲	ألنور	مدنية		۹	٦٤	۲٤
۱۰۳	ألحج	مدنية	صرف آیات ۵۲، ۵۳، ۵٤، ۵۵ مکہ اور مدینہ کے درمیان نازل ہوئیں۔	۱۰	۷۸	۲۲
۱۰٤	ألمنافقون	مدنية		۲	۱۱	٦۳
۱۰۵	ألمجادلة	مدنية		۳	۲۲	۵۸
۱۰٦	ألحجرات	مدنية		۲	۱۸	٤۹
۱۰۷	ألتحريم	مدنية		۲	۱۲	٦٦
۱۰۸	ألتغابن	مدنية		۲	۱۸	٦٤
۱۰۹	ألصف	مدنية		۲	۱٤	٦۱
۱۱۰	ألجمعة	مدنية		۲	۱۱	٦۲
۱۱۱	ألفتح	مدنية	حدیبیہ سے واپسی پر راستہ میں نزول ہوا	٤	۲۹	٤۸

العدد	السورة			رکوعاتها	آیاتها	عدد نزولها
۱۱۲	ألمائدة	مدنية	صرف آیت ۳ حجۃ الوداع پر عرفات میں نازل ہوئی۔	۱٦	۱۲۰	۵
۱۱۳	ألتوبة	مدنية	صرف آخری دو آیتیں مکہ میں نازل ہوئیں۔	۱٦	۱۲۹	۹
۱۱٤	ألنصر	مدنية	حجۃ الوداع پر منیٰ میں نازل ہوئی اس وجہ سے مدنی کہلائی اور یہ آخری نازل ہونے والی سورت ہے۔	۱	۳	۱۱۰

ایک ضروری وضاحت

اس کتاب میں جہاں جہاں لفظ خدا آیا ہے وہاں اللہ پڑھا جائے
لفظ خدا "اللہ" کی پوری نمائندگی نہیں کرتا کیونکہ یہ غیر اللہ کے لئے بھی استعمال
ہوتا ہے جیسے خداوند نعمت بادشاہوں کے لئے، خدائے سخن ادیب
اور شعراء کے لئے، خدائے صفائی سڑکوں کی صفائی سے متعلق عملہ کے لئے
وغیرہ وغیرہ۔ خدا کی جمع بھی آتی ہے، جب کہ اللہ کی کوئی جمع نہیں۔ خدا
فارسی زبان کا لفظ ہے، جو ہر طبقے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ بعض
مذاہب میں دو خداؤں کا تصور ہے۔ نیکی کے خدا کو خدائے یزداں اور
بدی کے خدا کو خدائے اہرمن کہا جاتا ہے۔ جب کہ اللہ ایک ذات کے لئے
مخصوص ہے۔ نہ اس کی جمع ہوتی ہے اور نہ یہ غیر اللہ کے لئے استعمال ہو سکتا
ہے۔ لفظ اللہ سے اس کی وحدانیت کا تصور پیدا ہوتا ہے، جو عظمت و بزرگی
اور کبریائی لفظ اللہ سے ظاہر ہوتی ہے وہ خدا سے نہیں ہوتی۔
اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے لئے یہی لفظ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ اللہ کے
لئے لفظ خدا کا استعمال اس کی صریح توہین ہے۔ جس سے اللہ کا ایک ہونا ثابت
نہیں ہوتا اور شرک لازم آتا ہے۔ اللہ ہمیں اس شر سے محفوظ رکھے۔ اور
توفیق دے کہ ہم آئندہ خدا کی بجائے اللہ کا استعمال اپنے اوپر لازم کرلیں۔ آمین

مترجم